SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 31, 1994

The Senate of Pakistan met in, the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty-two minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولقد صرفنا فی ھذا القران للناس من کل مثل و کان الانسان اکثر
شیٔ جدلا وما منع الناس ان یومنوا اذجاء ھم الھدی و یستغفرو ربھم
الا ان تاتیھم سنتہ الاولین او یاتیھم العذاب قبلا ۔

ترجمہ، اور بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے (دین کے تمام بنیادی اصول اور فلاح کے طریقوں کو) ہر طرح کی مثال سے سمجھایا ہے (خوب خوب واضح کیا ہے) لیکن انسان سب سے بڑھ کر جھگڑالو ہے (بڑا ناعاقبت اندیش واقع ہوا ہے جو اپنا فائدہ خود نہیں سمجھتا اور جھگڑتا رہتا ہے) اس سے بڑھ کر ناعاقبت اندیشی اور کیا ہو گی کہ اللہ خود رسول بھیجے، وحی نازل فرمائے لیکن لوگ نہ مانیں۔ اور لوگوں کو کس چیز نے روکا کہ ایمان لاتے جب ان کے پاس ہدایت پہنچ چکی اور اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے بجز اس کے (کہ وہ بھی منتظر ہوں کہ) انہیں بھی

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, July 31, 1994

The Senate of Pakistan met in, the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty-two minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولقد صرفنا فی هذا القران للناس من کل مثل و کان الانسان اکثر
شیٔ جد لا وما منع الناس ان یومنوا اذجاء هم الهدی و یستغفرو ربهم
الا ان تاتیهم سنته الاولین او یاتیهم العذاب قبلا ۔

ترجمہ، اور بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے (دین کے تمام بنیادی اصول اور فلاح کے طریقوں کو) ہر طرح کی مثال سے سمجھایا ہے (خوب خوب واضح کیا ہے) لیکن انسان سب سے بڑھ کر جھگڑالو ہے (بڑا ناعاقبت اندیش واقع ہوا ہے جو اپنا فائدہ خود نہیں سمجھتا اور جھگڑتا رہتا ہے) اس سے بڑھ کر ناعاقبت اندیشی اور کیا ہو گی کہ اللہ خود رسول بھیجے' وحی نازل فرمائے لیکن لوگ نہ مانیں۔ اور لوگوں کو کس چیز نے روکا کہ ایمان لاتے جب ان کے پاس ہدایت پہنچ چکی اور اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے بجز اس کے (کہ وہ بھی منتظر ہوں کہ) انہیں بھی

اگلوں کا سا معاملہ پیش آنے یا عذاب (الٰہی) ان کے روبرو ہو۔ ان رسولوں کو بھیجنے کا منشا لوگوں کی فرمائشیں پورا کرنا نہیں بلکہ ہدایت کرنا ہے، لوگوں کو بری باتوں کے عواقب سے ڈرانا، نیک عمل پر بشارت دینا ہے تاکہ وہ حق کو پائیں، حق کو سمجھیں نہ کہ حق کے مٹانے پر تل جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی ۔ جناب والا! میں نے جمعرات کے دن اسی ہاؤس میں چیئرمین کی توجہ اس طرف دلائی تو اس طرف سے یقین دہانی کرائی گئی تھی اور میرے خیال میں غلام مصطفیٰ کھر صاحب نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ڈیرہ غازی خان میں وہاں کے مقامی لوگوں کے ساتھ صحیح برتاؤ کیا جائے گا اور وہاں پر ڈھوڈک آئل فیلڈ میں ان کو compensate کیا جائے گا ۔ میں نے چیئرمین صاحب سے کہا تھا کہ میرا اس پر ایڈجرنمنٹ موشن ہے۔ میں اس کو move کرنا چاہتا ہوں لیکن انہوں نے یقین دہانی کرائی۔ آج خبر ہے کہ فرنٹیئر کور اور قیصرانی قبائل کے درمیان فائرنگ کا تبادلہ، دو ہزار آدمی اس وقت پہاڑوں پر ہیں اور انہوں نے پورے ایریا کو گھیرے میں بھی لیا ہوا ہے ۔ بزدار قبیلہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو چکا ہے ۔ ان کی بنیادی شکایت یہ ہے کہ تین ہفتے پہلے او۔ جی ۔ ڈی ۔ سی نے ان کے ساتھ کچھ commitment کئے تھے اور وہ commitment یہ تھے کہ اس علاقے میں جہاں تیل نکلا ہے یا گیس ، وہاں پر مقامی لوگوں کو روزگار دیا جائے گا۔ وہاں سکول اور دوسری سہولتیں اور سڑکوں کا سلسلہ اور ان ایریا میں جو نئے lands acquire کئے گئے ہیں ان کی compensation دی جائیگی ۔ میرے خیال میں مزید تفصیلات کھر صاحب کو اس لئے معلوم ہونگی کیونکہ وہ اسی division سے تعلق رکھتے ہیں ۔ وہ شاید اس کو بہتر جانتے ہیں لیکن چونکہ پٹرولیم وزیر یہاں موجود نہیں ہیں اور وزیر داخلہ یہاں موجود ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس situation کے بارے میں وزیر داخلہ بہتر طور پر بتا سکیں گے۔

جناب والا! یہی شکایت ڈیرہ بگٹی میں بھی لوگوں کو ہے ۔ یہی شکایت آنے والے وقت میں مری کے علاقے میں ہوگی یعنی پہلے سے آپ کو بتا رہے ہیں کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ یہ کریں۔ عیسیٰ خیل کے اس ایریا میں جہاں پر تیل نکل رہا ہے۔ یہی اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے ۔ ہمارے ہاں لوگوں کے پاس کوئی روزگار نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی ایک چیز نکلتی ہے ، کوئی معدنیات یا تیل یا گیس تو مقامی لوگوں کا ایک بنیادی حق ہے ۔ یہ ان کو دیا جائے نہ کہ ان کے اوپر ملٹری آپریشن یا آرمی یا فرنٹیئر کور لائی جائے ۔ میں

سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں وزیر داخلہ صاحب بہتر طریقے سے وضاحت کر سکیں گے کہ کیا ہوا کیا نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ گگی صاحب یہ تو آپ نے بہت کچھ کہہ دیا ۔ یہاں تک آپ نے فرمایا کہ آپ نے پرسوں اور اس سے پہلے بھی بات کی تھی اور آپ کو یقین دہانی کرائی گئی تھی اس ہاؤس میں ۔ میں بھی موجود تھا ۔ یہ درست ہے جو آپ نے فرمایا اور پوائنٹ آف آرڈر کی حد تک اگر ہم دیکھیں تو خیر یہ ایک پورا statement تھا ۔ any how میں جناب وزیر داخلہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ -----

جناب منظور احمد گگی۔ میرا ایڈجرنمنٹ موشن ہے اس کو منظور کریں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب جنرل صاحب آپ اس پر کچھ فرمائیں گے ۔ اس پر بولنے کی بات نہیں ہے ۔ آپ اس پر باقاعدہ نوٹس دے کر بولیں ۔ بے شک بولیں ۔ ہر شخص بولے ۔ اس طرح نہیں ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر نہ بولیں ۔ جی جناب وزیر داخلہ صاحب آپ فرمائیں ۔

Lt. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I would only say that presently there is no Frontier Corps in that area.

Frontier Corps وہاں نہیں ہے۔

I have only directed certain people to go there and have a look at the law and order situation, purely from that angle. But let the adjournment motion come and then I think we can discuss it fully because the Petroleum Minister would be here. I agree. We can decide that certain ......

(interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ سعید قادر صاحب' آپ بھی اس پر فرمانا چاہ رہے تھے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ میں نے آج صبح ایک تحریک التوا دی ہے کہ آج کے ایک اخبار کے مطابق army has been called on in Dhodak area, that is a news item

(interruption)

میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ میرا یہ adjournment motion کب آئے گا؟ میں نے صبح سے دیا ہوا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین- باری پر آئے گا۔ تشریف رکھیں ۔ملک غلام مصطفےٰ کھر صاحب ۔

ملک غلام مصطفےٰ کھر - جناب والا! میں نے اس دن جو assurance دی تھی ' وہ ابھی تک ویسے ہی ہے۔ میں نے معزز رکن کو یہ کہا تھا کہ یہ کابینہ کا فیصلہ ہے اور وزیر اعظم صاحب نے تمام وزارتوں کو یہ instructions دی ہیں کہ جہاں جہاں local لوگ available ہیں اور وہ اس کے اہل ہیں' وہاں local لوگوں کو نوکریاں دی جائیں ۔میرا خیال ہے کہ اس پر عمل کیا جا رہا ہے۔ اگر کوئی problems ہیں تو وہ میری وزارت سے تعلق نہیں رکھتی ہیں۔ تاہم یہ assurance میں اب بھی دینے کے لئے تیار ہوں کہ local نوکریاں صرف local لوگوں کو ملیں گی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین- آپ کی بات تو ٹھیک ہے ۔ اس دن ان کی تسلی ہو گئی تھی لیکن جو بات وہ آج کر رہے ہیں' وہ آج کے اخبارات کے حوالے سے کر رہے ہیں ۔

ملک غلام مصطفےٰ کھر۔وہ مختلف بات ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین- ٹھیک ہے' اس کے بارے میں پھر جنرل صاحب نے فرما دیا ہے جو دوسری بات ہے ' اس کے بارے میں تین چار معزز اراکین کی تحاریک التوا آ رہی ہیں ۔ جناب اجمل خٹک صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحیٔ بلوچ- میں بھی اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتاہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین- آپ بھی اس کے متعلق اپنی تحریک لائیں ' اس کو بھی دیکھ لیں گے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ جناب اجمل خٹک صاحب ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک- میں آپ کی وساطت سے اس August House کے ذریعہ سے حکومت اور پورے ملک کے محب وطن عوام کی توجہ ایک نہایت نازک اور اہم واقع کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کرتاہوں' جس کا تعلق پورے علاقے کی'میجر عامر کی گرفتاری کے بعد مسلح حملوں'چھاپوں اور ناکہ بندی سے ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے پوری طرح سنیں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین- خٹک صاحب ۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کو یقیناً سنیں گے ' سارا ہاؤس سنے گا ۔ ہم سب کو سننا چاہیئے ۔ اسی لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن اس کا ایک proper طریقہ ہے ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک - یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ اس کے بھائی نے

چوبیس گھنٹے کا نوٹس دیا ہے' اس علاقے کے لوگ مشتعل ہیں ۔اس کے لاکھوں مرید مشتعل ہیں ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ اسے proper طریقے سے move کریں' ہم اس کو دیکھ لیں گے ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔جناب والا! آپ سن تو لیں۔ کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: One man can speak on one point at a time.

Syed Masood Kausar: Sir, he should stop speaking when I am on a point of order because the honourable Member.....

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں ۔

Syed Masood Kausar: I am on my legs, on a point of order, which a member can raise at any time.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ایک معزز رکن بول رہے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ آپ مہربانی کرکے تشریف رکھیں ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

Syed Masood Kausar: Sir, I am trying for the attention of the House on this point. Kindly hear me and if you ....

(interruption)

Mr. Deputy Chairman: I am sitting here. I am holding the Chair not you, please take your seat. Kindly take your seat.

Syed Masood Kausar: Sir, would you hear me? Sir, you are as much bound under the Constitution as I am and I am on a point of order and I am raising this point of order and the Chair under the law is bound to decide about

the point of order under the Consitution and the rules.

Mr. Deputy Chairman: Please, I have given the floor to honourable Senator, on a point of order. He is speaking on that how can you speak also. You see.

Syed Masood Kausar: Sir, I say that he cannot speak. Either you can speak on a point of order, or you can speak on an adjournment or you can speak on a privilege motion. You should not just stand up and pick up any topic and make a full speech on it.

Mr. Deputy Chairman: And are you also speaking on any point?

(مداخلت)

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ آپ صوبہ سرحد کے کبھی سپیکر تھے ۔اب نہیں ہیں ۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پنج پیر ضلع صوابی یوسف زئی علاقے کا ایک گاؤں ہے اس میں ایک مدرسہ ہے جس میں مسجد ہے ۔ یہاں بیٹھے ہوئے لوگ جانتے ہیں ---

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اختصار سے کام لیجئے ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ۔ وہاں پر چھاپہ مارا گیا ۔ جناب چیئرمین صاحب اس کے نتیجے میں جو نتائج نکلنے والے ہیں وہ پورے ملک کے لیے پورے علاقے کے لیے نہایت خطرناک ہیں ۔ تین دن سے آپ اخبارات دیکھ رہے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ڈاکٹر صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر ۔ ایک منٹ --

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ میں پہلے سے پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں ۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ پوائنٹ آف آرڈر --

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ ابھی move کریں ہم ابھی لیں گے ۔ آپ move کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں پوائنٹ آف آرڈر ہو تو raise کیا جا سکتا ہے۔

It is not a Point of Order

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ آپ نے اجازت کیوں دی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ میں نے آپ کو سنا میں نے کہا It is not a Point of Order میں نے آپ سے گزارش کی ہے ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ۔پوری قوم وہاں پر بیٹھی ہوئی ہے ۔ ۲۴ گھنٹے کا نوٹس دیا ہوا ہے ۔ آپ اس پر بات نہیں سنیں گے تو کون سنے گا؟

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ خٹک صاحب آپ properly move کریں سارا ہاؤس اس کو لے گا اس کو سنے گا۔ آپ تشریف رکھیں

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین میرا پوائنٹ آف آرڈر رول ۱۹ (۲) سے related ہے۔ رول یہ کہتا ہے جو پوائنٹ آف آرڈر سے concerned ہے کہ جب اس ہاؤس کے سامنے کوئی business ہو اور دستور کے کسی آرٹیکل سے متصادم کوئی بات ہو رہی ہو ، یا rules of procedure میں کوئی fault ، کوئی بات ہو تو وہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے ۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ یہاں پر ہر روز جو بھی آتا ہے، اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے ۔ بغیر کسی قانون قاعدے کے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔میری گزارش سنیں ۔ ہمارے یہاں کچھ روایات ہیں آپ نے بات کر لی ۔ بات ختم ہو گئی ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اب میری سنیئے ۔ ہمارا ہاؤس چلتا رہا ہے میں تین سال سے دیکھ رہا ہوں ۔ یہاں پر افہام وتفہیم سے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات ہو جاتی ہے ۔ ہوتی رہی ہے، آپ بھی کرتے رہے ہیں ۔ سب کرتے رہے ہیں ۔ میری عرض سنیں ۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اگر کسی نے دو جملے کہہ دیئے اور میں نے اس کو کہہ دیا It is not a Point of Order میں نے ان کو کہہ دیا۔ I am

requesting the honourable Senator he should move itproperly.میں نے ان کو کہہ دیا۔

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: It was on a paper and they are used to. ..

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ آپ کی ذمہ داری ہے آپ ہماری بات سنیں۔ وہاں آگ کو بھڑکایا جا رہا ہے۔ ہماری یہ کوشش نہیں ہے کہ آگ کو بھڑکایاجائے ۔ ہم اس ہاؤس کے ذریعے حکومت کی توجہ بہتر طریقے سے دلائیں گے کہ اس کا حل ہو سکتا ہے ۔ اس آگ پر پانی ڈالا جا سکتا ہے ۔ اس اشتعال کو کم کیا جا سکتا ہے ۔ ان جذبات کو خاموش کیا جا سکتا ہے ۔ اگر یہ کوشش نہ کریں تو انہوں نے ۲۴ گھنٹے کا نوٹس دیا ہوا ہے ۔ اور مختلف جماعتوں نے ان کا ساتھ دیا ہے۔ قبائل میں ان کے لاکھوں مرید ہیں ۔ میرے خیال میں وہ اتنا غافل تو نہیں ہو سکتا جو جانتا نہیں ہے ۔ میں ان کودعوت دیتا ہوں کہ اس نکتے پر میرے ساتھ کھڑے ہو جائیں ۔ یہ اپنے گاؤں نہیں جا سکے گا۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔ No cross talk please ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ ہم میدان میں کھڑے ہیں۔ میں کھڑا ہوں وہ بیٹھے ہوئے بات کر رہے ہیں ۔ ملا راکٹی سے وہ لا سکتے ہیں تو پھرمظلوم عوام پر زیادتی کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: On point of order, Sir, I want to say a very important thing that Maj. Amir has been murdered by the People's Party. They are used to murder, political murder, otherwise, now they ......

(interruption)

وہ جیالے کا بیٹا ہے وہ گورنر کا بیٹا ہے اس لئے اسے suspendنہیں کر رہے ہیں؟ وہ جیالا جس نے سرحد حکومت بنانے میں مدد دی ہے اس کا بیٹا سمجھ کر اس کو suspend نہیں کر رہے ہیں ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بلور صاحب آپ تشریف رکھیں جناب ۔ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بلور صاحب اس ہاؤس میں جذبات کا تعلق نہیں ہے۔ یہاں آپ بڑے اچھے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آپ پلیز تشریف رکھیں ۔ میں جو کہتا ہوں کہ بیٹھیں آپ ۔ پلیز ۔ پلیز ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین ! آپ بات سنیں بھی ناں جناب ۔ جناب والا ہم جواب دینا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں بس ضرورت نہیں ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ نہیں کیوں نہیں انہوں نے اتنا لمبا چوڑا بیان دیا ہے۔ اور یہ کل پریس میں آئے گا تو confusion ہو گی ۔ کہ اگر ایک میجر ----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ بیٹھیے جناب ۔ تشریف رکھیئے جناب الیاس بلور صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ اگر ایک میجر جو ریٹائرڈ ہے اور جو غلط طریقے سے گورنمنٹ میں induct کیا گیا تھا۔ جس نے اتنا بڑا جرم کیا تھا ایک گورنمنٹ کو upset کرنے کے لئے، میرا اس سے ذاتی طور پر پندرہ سال سے تعلق ہے ۔ I know him personally اگر ایسا ایک میجر ' ایک ایف آئی اے کا کارندہ '۔اگر اتنا موثر ہو گیا ہے کہ ایک صوبے کی حکومت کو ہلا کے رکھ دے ۔ اور اتنے بڑے معزز ممبر یہاں پر اس کا دفاع کر رہے ہیں ۔ تو پھر چھوڑیں اس ہاؤس کا کیا فائدہ ہے ؟ یہ کیا مذاق بن گیا ہے کہ یہ مسئلہ اٹھایا جاتا ہے۔ اور یہ ایک ملازم کے بارے میں۔ Is he so important, he was a Director of F.I.A.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بلور صاحب آپ تشریف رکھیں جناب۔ آپ ایک دم---- ٹھیک ہے آپ نوجوان ہوں گے لیکن جذبات میں نہ آئیے ۔ مجھ سے آپ بات کریں اور آداب کو ملحوظ رکھیں ۔ مہربانی کر کے ۔ آپ ایک بہت بڑے ہاؤس کے ممبر ہیں ۔ اس کی روایات ہیں خدا کے لئے ان روایت کو برقرار رکھیئے۔ آپ ---- میں وزیر داخلہ سے کہوں گا کہ مختصر سا کچھ ارشاد فرمائیں ۔

(مداخلت)

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Mr. Chairman, Sir, the point is that he is a criminal according to Law. There is nothing in common, in crime and politics, I have maintained that, and I shall proceed along those lines. He is a fugitive from Law, he is required by the Law. If he has surrendered himself, there would have been no problems. I have said by becoming a fugitive, he has created problems for himself, for his family and for the entire area. If he was bold enough, if he had any confidence in his own cause, he would have surrendered himself and face the consequences. I am sorry, that all this had happened but it is natural, because you will not let a criminal go.

(مداخلت)

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب سوال یہ ہے کہ اس علاقے میں پنجپیر میں ہزاروں عوام کو بے عزت کیا جارہا ہے ۔ خواتین کو بےعزت کیا جارہا ہے۔ جس گھر میں پرندہ نہیں اڑ سکتا تھا' اس سے اشتعال پیدا ہوا ہے ۔ مسئلہ یہ ہے ۔ اشتعال کے نتیجے میں ہمارے صوبے کو نقصان پہنچ رہا ہے ۔ پاکستان کو نقصان پہنچ رہا ہے ۔ اس مسئلے کا یہ جواب نہیں دیتے ۔ عامر کو انہوں نے اس لئے پکڑا ہے کہ وہ نواز شریف اور ہماری احتجاج کی تحریک سے گھبرا گئے ہیں ۔ یہ اسے بڑا بنانا چاہتے ہیں ۔ پھر ہمارے صوبے کو ایک نشانہ بناکر اس طرح کی صورتحال بنانا چاہتے ہیں ۔ جیسے انہوں نے کبھی کیا ہے ۔ یہ خطرناک سازش ہے ۔ ہم اس کو بے نقاب کرنا چاہتے ہیں ۔ اور اگر ہم ان کی آنکھوں میں کانٹا ہیں تو میں نے کل کہا ہے کہ کانٹا نہیں ہیں ہم فولادی تلوار ہیں ۔ ان کو ثابت کردیں گے ۔ ہم خاموش نہیں بیٹھیں گے ۔ ان میں جتنی قوت ہے استعمال کریں ۔ لیکن عزت' حیاء' شرم' یہ جو باتیں کرنے والے ہیں یہ بھی اپنے آپ کو شریف انسان سمجھتے ہیں اور ہم بھی شریف ہیں۔ اور یہ وزیر داخلہ پشتون بھی ہے۔ اور ہم سب پاکستانی ہی ہیں۔ مسلمان بھی ہیں۔ یہ جواب دیں کہ انہوں نے وہاں لوگوں کو کھڑا کیا ہے۔ جو تانگے میں خواتین جاتی ہیں ان کو اتار کر ان کی بے عزتی کرتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ پشتون خاتون کو تانگے سے اتار کر اس کی تلاشی لینے کے کیا معنیٰ ہیں خدارا میری باتوں کو سنیں۔ ایک پشتون کے گھر میں گھس کر اس کی بے عزتی کے کیا معنی ہیں، [illegible] نقطہ کو ۔

نہیں سمجھتے ۔ ہم کہتے ہیں کہ اس کا حل نکالا جائے ۔ ہم گئے ، ہم نے وہاں ان کو خاموش کیا ۔ وہ خاموش ہیں اس کے بعد انہوں نے نوٹس دیا ہے ۔ ہم ان سے صرف ایک خواہش کرتے ہیں کہ آپ اس کو لے آئیں، اس کو پکڑیں، اس کو گرفتار کریں ، وہ اور معاملہ ہے میرا معاملہ یوسف زئی عوام، پشین کے عوام، دارالعلوم اور مرکز کی بےعزتی اور توہین کامسئلہ ہے اس کو حل کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی محمد ابراہیم خان صاحب ۔جی جنرل صاحب۔

میجر جنرل(ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔یہ مسئلہ کوئی نہیں ہے ۔

I think, he is only exaggerating the facts because he himself has escaped from law and that is why he is trying to support him. The point is that no one.. that is what I told the Press, just before the session, that they should go and do some investigative journalism instead of splashing all these things on the front pages. They should go there and see the facts for themselves and then come back and report to the nation more responsibly. Nothing of the sort is happening that has been described over here and

غیرت کی بات کرتے ہیں اگر اُس میں غیرت ہوتی تو یہ تکلیف نہ دیتا اپنے لوگوں کو ۔ وہ خود نکل کر اپنے آپ کو حوالے کر دیتا سب کی تکلیف ختم ہو جاتی ۔ہوا ہی اُسی کے باعث ہے ۔ اگر اُس میں غیرت ہوتی تو وہ آ کر اپنے آپ کو surrender کرتا۔

He was a fugitive from law. He should come and surrender himself, not run away to some other place and create problems.

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ مولانا عبدالرحیم، ممبر قومی اسمبلی ، جماعت اسلامی کے لیڈر ان کا بیان ہے --- میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا ، پورے اخبارات بھرے ہوئے ہیں ۔ گرفتاری کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے ۔آپ بات کو بڑھانا چاہتے ہیں ، اشتعال دلانا چاہتے ہیں ، جذبات کو ابھارنا چاہتے ہیں۔ مجھے شک ہوتا ہے کہ سمجھتےہوئے بھی آپ پاکستان کے عوام اور نازک ترین صوبے کے عوام کو اس طرف لے جا رہے ہیں جس طرف نہیں لے جانا چاہئیے میں تو آپ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں ۔عامر کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے وہ غیرت مند ہے کیا اس وقت اس میں غیرت تھی جب وہ آپ کے لئے لڑ رہاتھا اور آپ اس کو انعامات دے رہے تھے آپ اس کو نواز رہے تھے ۔ آج جب نواز شریف کی تحریک چلی اور آپ گھبرا گئے تو ایک بہانہ تلاش

کرنے کے لئے آپ ان کو گرفتار کر رہے ہیں ان کو بے غیرت کہتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بے غیرت کا لفظ استعمال کر کے ہمارے جذبات کو اور ہمارے استحقاق کو مجروح کیا ہے یہ بے غیرت کے الفاظ واپس لے لیں ۔ گولی مار دیں لیکن بے غیرت نہ کہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ محمد ابراہیم خان صاحب

جناب محمد ابراہیم خان ۔ میں یہ عرض کرناچاہتا ہو ں کہ وزیر داخلہ صاحب نے قبل از وقت ، تحقیقات کئے بغیر، تحقیقات کی تکمیل ہوئے بغیر، اس کو عدالت میں پیش کئے بغیر، ابھی سے اس ہاؤس میں مجرم قرار دیا ۔ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجرم ہے ۔ اس پر یہ الزمات ہیں ۔ سو دفعہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ملزم ہے لیکن یہ کسی طرح بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ مجرم ہے ۔ ان کو کیا حق ہے کہ وہ کسی کو مجرم قرار دیں۔ یہ پہلے اپنے الفاظ واپس لیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی جناب ملک قاسم صاحب ۔

Malik Muhammad Qasim: Sir , the Interior Minister has categorically said that whatever was being alleged by the other side is incorrect. Therefore, to go on repeating this thing that this is being done and that is being done , is not fair. Sir, I don't say much. It has been denied as far as my friend's objection is concerned

وہ مجرم نہیں ہے ملزم ہے -Al-right, he is wanted by the authorities. He is a fugitive.

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ملک صاحب آگئے privilege motion ہیں اور اس پر number لگے ہوئے ہیں آج نمبر ۹، ۲۱، ۲۴، ہیں ۔ یہ جناب ، حافظ حسین احمد صاحب ،جناب سید محمد فضل آغا صاحب ۔جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب ، جناب سید اشتیاق اظہرصاحب ۔ مسٹر اکرم شاہ صاحب کے ہیں ۔ اپنے اپنے پڑھئیے ۔ جناب حافظ صاحب ۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

سید اقبال حیدر۔ یہ جناب پہلے پڑھا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مسعود کوثر صاحب، on a point of order-

سیدمسعود کوثر۔ جناب میں شروع میں بھول گیا تھا۔ جناب اس ہاؤس کی یہ روایت

ہے کہ جب بھی اس ملک میں کوئی افسوسناک واقعہ ہوتا ہے تو وفات پا جانے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ ابھی حال ہی میں کوہاٹ کی جو سرنگ ہے وہاں سے ایک بس گری ہے اور جس میں تقریباً سب کے سب مسافر ہلاک ہو گئے ہیں۔ مولانا حافظ صاحب چونکہ ویسے بھی کھڑے ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ ان کے حق میں دعا کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ہر مسلمان کی اللہ مغفرت فرمائے۔ ہم ہر روز سنتے ہیں جی۔ اللہ ہر مسلمان کی مغفرت فرمائے۔

سید محمد فضل آغا۔ کراچی میں جو آئے دن لوگ مارے جا رہے ہیں ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ حافظ صاحب دعا کرائیں جی

FATEHA

(دعائے مغفرت کرائی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اقبال صاحب آپ فرما رہے تھے کہ یہ move ہو چکا ہے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب یہ move ہوا تھا۔ میں نے oppose کیا تھا اور میں نے یہ کہا تھا کہ اس کی admissibility پر آج بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ حافظ صاحب۔ وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ یہ move ہو چکا تھا اور انہوں نے اسے oppose کیا تھا۔ اب جو mover ہیں وہ اس کی admissibility پر بات کریں۔ حافظ حسین احمد صاحب آپ بولیں۔

حافظ حسین احمد۔ جناب چیئرمین۔ یہ تحریک استحقاق انتہائی اہم ہے کیونکہ پارلیمنٹ، ایوان بالا اور ایوان زیریں کو کہا جاتا ہے۔ مشترکہ اجلاس ظاہر ہے قومی اسمبلی جو ایوان زیریں ہے اور ساتھ ساتھ۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ میں بڑا متوجہ تھا آپ کی طرف۔ میں وزراء صاحبان سے گزارش کروں گا کہ ماشا اللہ آپ سے بڑی توقعات ہیں سب کو، ہر ایک کو، یقیناً ہونی چاہئیں اور ہیں۔ آپ جب whispering کرتے ہیں تو وہ تھوڑے سے disturb ہوتے ہیں۔ اقبال حیدر صاحب پلیز۔ I don't expect it from you. حافظ صاحب چلیں بسم اللہ کریں۔

PRIVILEGE MOTION; RE: THE SUMMONING OF JOINT SESSION WITHOUT INFORMING MOST OF THE PARLIAMENTARIANS FROM FARFLUNG AREAS BEFORE HAND

حافظ حسین احمد - جناب چیئرمین ہم سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ایوان بالا، سینٹ اور ایوان زیریں، قومی اسمبلی کے نمائندے شریک ہوتے ہیں۔ ۲۸ جون کے اجلاس کے وقت ناگزیر یا ناگفتہ بہ حالات تھے اس کا ہمیں علم نہیں ہے - وہ تو وزراء بتا سکیں گے کہ کونسی آفت تھی، کیا ناگہانی افتاد تھی کہ راتوں رات اس اجلاس کو طلب کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ جہاں تک قومی اسمبلی کے ارکان کا تعلق ہے تو اس وقت بجٹ سیشن چل رہا تھا۔ تقریباً تمام ارکان قومی اسمبلی اسلام آباد میں موجود تھے اور ان کا سیشن چل رہا تھا، اجلاس چل رہا تھا لیکن جہاں تک ایوان بالا یا سینٹ کے ارکان کا تعلق ہے وہ اپنے اپنے علاقوں میں، اپنے حلقوں میں یا اپنے صوبوں میں یا اپنی اپنی مصروفیات میں تھے اور اچانک ٹی وی پر نو بجے اعلان کیا گیا کہ کل صبح پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس طلب کیا جا چکا ہے۔ جناب چیئرمین، صوبہ بلوچستان کے ۱۹ معزز سینیٹرز ہیں اور ظاہر ہے سب کوئٹہ میں نہیں رہتے۔ بعض پشین میں ہیں، بعض چمن میں رہتے ہیں، بعض گوادر میں ہیں، پسنی میں ہیں۔ صوبے کے دور دراز علاقوں میں وہ سکونت پذیر ہیں جو کوئٹے میں بھی تھے تو کوئٹہ سے صرف ایک ہی فلائٹ ہے اور وہ بھی ہفتے میں چھ دن اور وہ تقریباً گیارہ بجے وہاں سے چلتی ہے اور ایک بجے کے قریب یہاں اسلام آباد میں پہنچتی ہے - جناب چیئرمین صاحب جن معزز سینیٹرز کو ٹی وی کے ذریعے یا ریڈیو کے ذریعے اطلاع ملی تھی انہوں نے صبح کوشش کی اور تگ و دو کرنے کے بعد جو قرب جوار میں تھے، قلات، مستونگ، پشین، ژوب میں تھے، انہوں نے پہنچنے کی کوشش کی۔ لیکن یہاں پہنچنے سے پہلے وہ اجلاس برخاست ہو چکا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایوان بالا کے معزز رکن ہونے کی حیثیت سے ان کی جو ذمہ داری تھی، پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں ان کی شمولیت انتہائی ضروری تھی، دانستہ طور پر، شعوری طور پر انکو ان کے اس استحقاق سے اور اس حق سے محروم کرنے کی کوشش کی گئی - جناب چیئرمین! یہ صرف بلوچستان کا مسئلہ نہیں ہے - صوبہ سندھ کے اندرونی علاقوں کے سینیٹرز صاحبان نہیں پہنچ سکے۔ صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کے بھی سینیٹرز صاحبان نہیں پہنچ سکے - لیکن ہمیں حیرت ہے پیر راشدی صاحب پہلے پہنچ چکے تھے - پیپلز پارٹی کے ارکان--------

(اس موقع پر نماز عصر کی اذان سنائی دی)

Mr. Deputy Chairman : The House is adjourned for fifteen minutes for Asar prayers.

[The House then adjourned for fifteen minutes for Nimaz-e-Asar]

[The House re-assembled after interval with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair]

جناب ڈپٹی چیئرمین۔حافظ صاحب

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین ! راشدی صاحب کوآگے بٹھا دیں تا کہ وزراء کی نمائندگی ہو جائے یا گلزار صاحب کو بٹھا دیں تا کہ ان کے لئے نیک شگون ہو سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔حافظ صاحب آپ شروع کریں وہ تشریف لے آئیں گے ۔

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین ! میں گزارش یہ کر رہا تھا ۔ عجیب اتفاق ہے راشدی صاحب پہنچ گئے تھے ، سینٹر گلزار صاحب پہنچ گئے تھے ۔

سید محمد فضل آغا۔پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی چیئرمین۔فضل آغا صاحب ۔

سید محمد فضل آغا۔مجھے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے ؟ پرسوں اسی لئے یہ postpone کیا گیا تھا کہ جوذمہ دار وزیر ہیں وہ تشریف نہیں رکھتے تھے ۔ لہذا ان کی غیر موجودگی میں اس پر بحث نہیں ہو سکے گی ۔ تو اب وزیر صاحبان کی پوری لائن خالی پڑی ہوئی ہے تو حافظ صاحب کیا فرمائیں گے ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تشریف لا رہے ہیں۔ اقبال حیدر صاحب تشریف لے آئے ہیں انہوں نے ہی جواب دینا ہے اور وہ تشریف لے آئے ہیں ۔ جی حافظ صاحب ۔

حافظ حسین احمد۔ ابھی انہوں نے سگریٹ جلایا تھا اب فوراً بجھا دیا ہے۔ تو جناب چیئرمین میں گزارش کروں گا کہ یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے اقبال حیدر صاحب جو پارلیمانی وزیر ہیں

انہوں نے اپنے سینیٹرز کو تو اطلاع دے دی ۔ امروہی صاحب نے اطلاع دی لیکن جو دوسرے سینیٹر صاحبان تھے وہ اس اجلاس سے محروم رہے ۔ ہمارے محترم فضل آغا صاحب نے باقاعدہ طور پر اپنی سیٹیں کنفرم کیں اور بہت سے سینیٹرز پونے ایک بجے تک پہنچ چکے تھے لیکن اس وقت تک اجلاس برخاست ہو چکا تھا ۔ جناب چیئرمین صاحب اٹھائیس جون کو تقریباً دوپہر، سہ پہر کو اجلاس بلایا گیا تھا اور اس میں یہ بات رکھی گئی تھی کہ فوری طور پر پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلایا جائے۔ کیونکہ محترمہ وزیر اعظم صاحبہ آئرلینڈ تشریف لے جا رہی ہیں او ان کے یہاں سے ٹیک آف کرنے سے پہلے انتہائی ضروری ہے کہ کشمیر کمیٹی تشکیل پائے تا کہ وہ اس مسودے کو اور ہمارے اسمائےگرامی کوساتھ لے کر تشریف لے جائیں ۔ اور اس وقت بھی جوائنٹ سیشن کا اجلاس ہو رہا تھا اسی ہال میں، اس وقت بھی پوائنٹ آف آرڈر پرہم نے یہ بات رکھی تو یہی کہا گیا کہ جناب اس وقت یہ انتہائی ضروری مسئلہ ہے۔ لیکن جناب چیئرمین صاحب ! کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ۲۸جون سے آج تک کیا وہ کمیٹی تشکیل پا چکی ہے ؟ آئرلینڈ کےبعد کتنے اور دورے ہو چکے ہیں ۔ تو اس سے پتہ چلا کہ جو اس وقت ہمیں جواب دیا گیا تھا وہ جواب بھی غلط تھا اور اس سے بھی ہمارے سینٹرز کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ وہ اجلاس آئرلینڈ جانے سے پہلے کشمیر کمیٹی کی تشکیل وغیرہ جیسے مسائل کے لئے نہیں بلایا گیا تھا ۔ بلکہ درپردہ اس کے پیچھے کوئی اور مقاصد تھے جن کے بارے میں کم از کم میں لاعلم ہوں اقبال حیدر صاحب مجھے بتا سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام وہ حقائق ہیں جن کی بنیاد پر بحیثیت ممبر ایوان بالا کے تقریباً تمام سینیٹرز کا، جو نہیں پہنچ سکے، اور اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ اسے آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں تا کہ آئندہ اس طرح استحقاق مجروح نہ ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔پرویلج موشن نمبر ۲۱ ہے ۔ سید فضل آغا صاحب آپ ارشاد فرمائیں گے ۔

سید محمد فضل آغا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین ، جہاں تک استحقاق کا تعلق ہے میں ذاتی طور پر اس ہاؤس میں پچھلے دس سالوں سے کوئی استحقاق اس قسم کا چھوٹا موٹا ہوا لیکن میں نے کبھی مناسب نہیں سمجھا کہ اس کو یہاں لائیں ۔ یا اس پر House کا ٹائم ہم لگائیں ۔ لیکن اس دفعہ جو ہمارے ساتھ مذاق ہوا، اس نے مجھے مجبور کیا اور اس بات پر اکسایا ہے کہ میں اپنی تحریک استحقاق House میں لاؤں اور پھر اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔ گزارش یہ ہے کہ ایک تو اس ملک میں اور خصوصاً جب سے موجودہ حکومت آئی ہے تو انہوں نے جوائنٹ

سیشن کے مواقع بہت کم فراہم کئے ہیں ۔ اور پتہ نہیں کیوں یہ جوائنٹ سیشن سے گھبراتے بھی ہیں جیسے پہلے زمانے میں کہا کرتے تھے کہ جمعہ کو حج نہیں ہو سکتا اس لئے کہ دو خطبے ہوں گے اور کہیں بادشاہ سلامت کا تختہ ہی نہ الٹ جائے۔ اور یہی میرے خیال میں ان کو خدشہ ہے کہ جب بھی مشترکہ اجلاس کی بات ہوتی ہے تو ان کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔ پتہ نہیں کیوں گھبراتے ہیں؟ کہ کہیں بادشاہ سلامت کا تختہ ہی نہ الٹ جائے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ گزارش یہ ہے کہ joint session پہلی دفعہ انہوں نے بلایا ۔ رات کو ساڑھے ۹ بجے میں باہر دوستوں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا تو ٹی وی پر خبر نامے میں شاید کہا گیا کہ کل صبح ساڑھے نو بجے سینٹ کا اجلاس ہو گا ۔ یہاں سے مجھے کسی نے ٹیلی فون کیا میں ٹیلی فون پہ گیا میں نے کہا کیا بات ہے ؛ کہنے لگے کہ کل آپ تشریف لا رہے ہیں ' میں نے کہا کیوں؛ کہنے لگے کہ کل صبح ۹ بجے اجلاس ہے۔ مجھے بڑی حیرانی ہوئی میں نے کہا کس بات کا اجلاس ہے کہنے لگے کہ ابھی ٹی وی پر خبر آئی ہے کہ ساڑھے ۹ بجے کل سینٹ اور قومی اسمبلی کا مشترکہ اجلاس ہو گا ۔ مجھے اس کے لئے بڑی حیرانی بھی ہوئی اور پریشانی بھی ۔ بھاگ دوڑ میں نے کی' ٹکٹ کے لئے اِدھر اُدھر ٹیلی فون کیا یہاں اسلام آباد میں بھی ٹیلی فون کیا سینٹ سیکرٹریٹ سے معلوم کیا ۔ تو تعجب کی بات یہ ہے جناب چیئرمین آپ کی توجہ کا میں طلبگار ہوں کہ آپ لوگوں کو بھی ۵ بجے تک یہاں سینٹ سیکرٹریٹ کو کوئی معلومات فراہم نہیں کی گئی تھی ' کوئی ایجنڈا سینٹ والوں کو نہیں دیا گیا تھا کہ کل صبح اجلاس ہونا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کا سینٹ ایک حصہ ہے اور جب بھی اس قسم کی بات ہو تو سینٹ سیکرٹریٹ بھی اتنا ہی حقدار ہے جتنا نیشنل اسمبلی کا سیکرٹریٹ ہے کہ انہیں وقت پر مطلع کیا جائے ۔ لہذا شام کے پانچ بجے تک سینٹ سیکرٹریٹ کو بھی کچھ معلومات نہیں تھیں اور میرے مزید معلوم کرنے پر سیکرٹریٹ سے پتہ چلا کہ ان کو نہ ایجنڈے کا علم ہے نہ کسی اور بات کا علم ہے بس یہ ہے کہ مشترکہ اجلاس کل صبح ہونے والا ہے ۔ صبح ہم نے ٹکٹ لے کر بھی سوچا کہ اگر ہم جاتے بھی ہیں تو ڈیڑھ بجے ہم پارلیمنٹ ہاؤس پہنچیں گے اور تب تک تو یہ مشترکہ اجلاس برخواست ہو گیا ہو گا ۔ سوائے اس کے کہ ہم ٹی اے ڈی اے لے کر اور کرایہ لے کر واپس آ جائیں اور کوئی مقصد حاصل نہیں ہو گا ۔ لہذا اس بات کو سوچ کر میں نے تو اپنا ٹکٹ کینسل کروا دیا اور یہاں نہیں آیا کیوں کہ میرے یہاں آنے کی کوئی افادیت نہیں ہو سکتی تھی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا مذاق جو انہوں نے ہمارے ساتھ کیا ہے' نہ صرف میرے ساتھ بلکہ اجتماعی طور پر سارے سینٹ کے ساتھ بہت بڑا مذاق ہے ۔ سارے معزز اراکین جو ہیں ان کے ساتھ مذاق ہے اور افسوس کی بات ۔ یہ ہے کہ ہاؤس کے فلور [illegible] بات

کی گئی تو کچھ بڑے ذمہ دار اراکین حکومت نے یہاں پر یہ الفاظ بھی کہے کہ یہ ضروری تو نہیں ہے کہ ہر بات پہ دور دور سے اور بلوچستان سے اور صوبہ سرحد سے اور اگر اس قسم کی ایمرجنسی ہو تو سینیٹرز کو بلایا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں یہ الفاظ بھی ریکارڈ میں موجود ہوں گے یہ بذات خود استحقاق کا موضوع بن سکتا ہے کہ یہاں معزز اراکین نیشنل اسمبلی نے کچھ اس قسم کے ریمارکس بھی پاس کئے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چونکہ Constitutional provision ہے اور یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ جب بھی Joint session ہو تو دونوں ہاؤسز کے معزز اراکین چاہے وہ نیشنل اسمبلی کے ہوں چاہے وہ سینیٹ کے ممبر ہوں ان کو برابر کا موقع فراہم کیا جائے اور ان کو ٹائم پر نوٹس دیا جائے کہ وہ خود کو یہاں موجود رکھ سکیں۔ میں ایک ستم ظریفی یہ بھی عرض کروں گا کہ کمیونیکیشن اور تار کے محکمے نے اگلے دن تین بجے جب مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہو کر برخواست بھی ہو چکا تھا تو ۳ بجے مجھے ٹیلیگرام بھیجا کہ آج صبح کے اجلاس میں آپ شرکت فرمائیں۔ تو سر ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اور یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کو کمیٹی میں بھیجا جائے اور اس پر باقاعدہ غور و خوض کیا جائے اور پھر اس کی رپورٹ کو ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے ۔ تاکہ آئندہ کوئی بھی حکومت ہو ' اور اس میں کوئی کسی قسم کی ایمرجنسی بھی نہیں تھی ۔ کشمیر issue پچھلے چار سال سے زندہ چلا آ رہا ہے تو اس میں احسان کشمیریوں کا ہے کہ انہوں نے اپنا سر ہتھیلی پر رکھا ہے ' اپنے خون کی ہولی وہ کھیل رہے ہیں اور اس issue کو زندہ رکھا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہماری حکومت نے کوئی خاص اس میں رول ادا کیا ہے ۔ کشمیر issue اگر زندہ ہے تو کشمیریوں کی وجہ سے زندہ ہے۔ ایجنڈے میں کوئی ایمرجنسی والی بات بھی نہیں تھی ۔ کوئی یہاں ملک کے اندر اس قسم کی نئی بات بھی نہیں ہونے والی تھی ۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ۱۲ گھنٹے کے نوٹس پہ انہوں نے پارلیمنٹ ہاؤس میں بلا کر اور پھر اس کا جو حشر ہوا وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور صبح تک پارلیمنٹ کے دونوں سیکرٹریٹس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ایجنڈے پر کیا discuss ہونا ہے اور جب بعد میں پتہ چلا تو وہ پتہ یہ چلا کہ" کھودا پہاڑ نکلا چوہا اور وہ بھی مرا ہوا " یعنی ہم نے اجلاس اس لئے بلایا ہے کہ جناب یہاں پہ کشمیر کمیٹی بنائی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں وہ اجلاس کے بغیر بھی بنائی جا سکتی تھی ۔ لیکن اس کے بعد میری گزارش یہ ہے کہ ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ سب کچھ ہونے کے بعد اس کشمیر کمیٹی کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ کمیٹی کب بنی؛ کس نے بنائی ؛ کون اس کے ممبران ہیں کیا ہے کیا نہیں ہے ؛ تو اس لئے ان حالات کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو آپ ضرور admit کریں اور پھر اس کو کمیٹی کے حوالے کریں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ شکریہ فضل آغا صاحب ۔ اب میں عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ فلور لیں اور اپنی تحریک استحقاق نمبر ۲۴ کے بارے میں جو ارشاد فرمانا چاہتے ہیں ارشاد فرمائیں ۔ جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب ۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ جناب چیئرمین صاحب میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے کہ ہمارے پارلیمنٹ کے ممبران کا جو استحقاق ہے کہ ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہو اور ان کو اس مسئلے پر فیصلہ کرنے کا حق اور جو اتھارٹی ہے ۔ اس کے خلاف جو عمل ہوا ہے ۔ اس کے بارے میں ہم نے استحقاق مجروح ہونے کی motion پیش کیے ۔ اس کے بارےمیں ۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اور جناب والا مجھے گورنمنٹ پارٹی پر حیرت ہوتی ہے ۔ کہ وہ بڑی جلدی میں ہوتے ہیں ۔ ہر حوالے سے ۔ جناب والا اس کی تفصیل میں تو میں نہیں جاؤں گا ۔ یہاں Admissibility پر بات ہورہی ہےاور admissibility جو ہے وہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ کے حق کو اور پارلیمنٹ کی اتھارٹی کو ایک لحاظ سے چیلنج کیا گیا ہے ۔ اس لیے ہمارا استحقاق بنتا ہے ۔ میں ایک مثال آپ کو دیتا ہوں ۔ کہ جناب والا ٹیلی گرام ۲۸ تاریخ کو کوئٹہ بھیجی گئی ہے۔ یہ ۲۸ کو کوئٹہ میں وصول کی گئی ہے۔ اور اجلاس بھی ۲۸ تاریخ کوہوا ہے ۔ جو ٹیلی گرام میرے نام پر گئی ہے میری پارٹی پختون خواہ ملی پارٹی کے سنٹرل سیکرٹریٹ کے پتے پر تھی ۔ وہ ۲۸ تاریخ کو کوئٹہ میں وصول ہوئی ۔ اب ذرا آپ خود اندازہ کرلیں کہ ۲۸ کو ٹیلی گرام روانہ ہوئی ہے اور ۲۸ تاریخ کو ہمیں یہاں اسلام آباد میں پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک ہونا ہے ۔ اب اس مسئلے کو جناب والا یہ لوگ بالکل معمولی سمجھتے ہیں ۔ میں حیران ہوں کہ پارلیمنٹ کے معنی کیا ہیں ؟ کیا ہمیں یہ آئینی حق حاصل نہیں ہے کہ ہم قانون سازی کریں ۔ اور پالیسیوں پر فیصلے کریں ملک کے جوبھی مسئلے ہیں اس کے لیے خود مختار ادارہ اور آخری اتھارٹی پارلیمنٹ ہے۔ اور آپ اس کو اتنا معمولی سمجھتے ہیں کہ ۲۸ تاریخ کو پارلیمنٹ میں۹ یا ساڑھے نو بجے اجلاس ہوتا ہے۔ اور اسی دن آپ ٹیلی گرام ارسال کرتے ہیں ۔ تو یہ بات صرف ایک ممبر عبدالرحیم کی نہیں تمام پارلیمنٹ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔ پارلیمنٹ کے حقوق اور پارلیمنٹ کی اتھارٹی کو چیلنج کیا گیا ہے ۔ اگر ایسا یہ لوگ کرتے رہے ۔ تو پھروہ آسانی سے یہ کہہ دیں کہ پارلیمنٹ کام ہی نہ کرے ۔ پارلیمنٹ کے لیے کام کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیونکہ چار پانچ آدمیوں کو یہ ٹیلیفون پر اطلاع دے دیں۔ اور وہ جمع ہوجائیں ۔ اور پارلیمنٹ کا اجلاس ہوگیا ۔ ایسے نہیں ہے یہ ایک آئینی ادارہ ہے۔ اس کے اپنے حقوق ہیں ۔ اس کے اپنے اختیارات ہیں۔ اور ان کا جو بھی رویہ

ہو گا۔ وقت پر اطلاع دینا ضروری ہے ہمارا ملک کافی لمبا چوڑا ہے ۔ اور جس صوبے میں ہم ہیں۔ جناب والا ہم۔ جیسے حافظ صاحب نے کہا ۔ ہم اپنی دیگر سیاسی ڈیوٹیوں پر ہوتے ہیں ۔ ہم باقاعدہ پارٹی کی طرف سے مختلف مہمات پر ہوتے ہیں ۔ ہمیں ۲۸ تاریخ کو ٹیلی گرام ارسال کی جاتی ہے ۔ اور میں ٹیلی گرام کی technicalities میں نہیں جاتا ۔ یہ جو seal ہے وہ ۲۸ تاریخ کی ہے ۔ ۲۸ کو یہ اسلام آباد سے ارسال ہوئی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ کس مہینے کی ۲۸ تاریخ ہے ؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔ ۲۸ جون ۔ بالکل اس دن ۔ اس طرح اس کے بارے میں صریحاً خلاف ورزی ہے ۔ اور میں کوشش کروں گا کہ وہ الفاظ استعمال نہ کروں۔ لیکن یہ contempt کی شکل ہے۔ آپ کے لیے کونسی ایسی بات تھی کہ آپ نے اتنی جلدی میں ۲۸ تاریخ کو ٹیلی گرام ارسال کی ۔ کون سی غیر معمولی بات تھی ۔ کون سی ہنگامی بات تھی ؟ کہ ۲۸ تاریخ کو پارلیمنٹ کے ممبر آپ کے پاس حاضر ہوں ؟ کیوں آئیں ؟ فرض کریں کہ وہ وہاں موقع پر موجود ہیں لیکن کون سی غیر معمولی بات تھی ۔ اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ صرف اکیلے ایک ممبر کا استحقاق نہیں ہےجناب والا ۔ بلکہ ایک قسم کا contemptuous رویہ ہے ۔ پارلیمنٹ کے بارے میں ۔ بالکل یہ contemptuous رویہ ہے ۔ یہ ٹیلیگرام خود کہہ رہا ہے کہ آپ نے ۲۸ تاریخ کو پارلیمنٹ کے ممبران کو بلایا ۔ اور ۲۸ تاریخ کو ساڑھے نو بجے یہاں اجلاس کیا ہے ۔اس سے زیادہ توہین آمیز رویہ کیا ہے ۔ میں آپ کو بالکل پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے کہتا ہوں ۔ یہ اور بات ہے کہ یہاں ہمارے چیئرمین صاحب جو ہیں سینٹ کی کمیٹی کے ۔وہ آپ کو بری الذمہ قرار دیں یہ اور بات ہے ۔ لیکن جو آپ نے عمل کیاہے یہ رویہ جو ہے یہ پارلیمنٹ کے خلاف ہے ۔ اس لیے جناب والا میں یہ درخواست کروں گا کہ Rules and Privileges Committee کو بھیجا جائے تا کہ وہ اس پر فیصلہ کرے اور جن لوگوں نے یہ عمل کیا ہے ان لوگوں سے خاطر خواہ قانون اور آئین کے مطابق پوچھ گچھ کی جائے ' ان سے جواب طلبی ہو۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ۔ اب میں سید اشتیاق اظہر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ فلور لیں اور اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں ۔

سید اشتیاق اظہر ۔ جناب چیئرمین یہ جو Privilege Motion پیش کیا گیا ہے ۔ ہمارے باقی دو دوستوں نے اس کا ذکر کیا ہے کہ انہیں ٹیلیگرام بھیجا گیا تھا۔۔ میں ان بدقسمت اراکین میں سے ہوں جن کو کسی قسم کا سرے سے ٹیلیگرام بھیجا ہی نہیں گیا کہ آپ کو اجلاس

میں آنا ہے۔ تو ظاہر ہے اس سے زیادہ میرا پریویلج اور کس طرح سے مجروح کیا جا سکتا ہے ۔ بس میں مختصراً یہی کہوں گا باقی جو کچھ حافظ صاحب اور عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے فرمایا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ۔ جناب اکرم شاہ خان صاحب۔

جناب اکرم شاہ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ یہاں پر میرے دوستوں حافظ صاحب اور فضل آغا صاحب نے، ان کا استحقاق جس طریقہ سے مجروح ہوا۔ اب جیسے اطہر صاحب نے فرمایا کہ ان کو ٹیلیگرام نہیں دیا گیا۔ میر ے ساتھ بھی یہی ہوا کہ حافظ صاحب اور فضل آغا صاحب نے کہا کہ ہم نے یہ خبر ٹی وی پر سنی تھی کہ کل پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس ہونے والا ہے۔ میں جہاں پر تھا وہاں پر ٹی وی کی سہولت نہیں ہے۔ ۲۸ تاریخ کی شام کوجب پارٹی آفس میں واپس پہنچا، تو دوستوں نے کہا کہ قصہ سنائیں آج تو پارلیمنٹ میں بڑی گرماگرمی تھی۔ میں نے کہا پارلیمنٹ کس چیز کی ۔ انہوں نے بتایا کہ آج پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس تھا۔ یعنی جب اجلاس ختم ہو چکاتھا اس وقت بھی مجھے اجلاس کا پتہ ہی نہیں تھا۔ ملک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں میں پہلی دفعہ بول رہا ہوں معافی چاہتا ہوں۔ تو یہاں پر دو دن پہلے پارلیمنٹ میں اس طرح کی باتیں ہوئیں کہ فلاں پرواز جو تھی وہ operational پرواز تھی ۔ بڑے اہم کام سے بھیجی گئی تھی۔ تو اگر ملک صاحب ہماری شرکت کو ضروری سمجھتے ہیں تو یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا ۔ ملک صاحب کوئی operationalپرواز کوئٹہ کے لئے arrange کرتے اور ہمیں وہاں سے لے آتے ، ہمیں بھی سعادت نصیب ہوتی کہ ہم پارلیمنٹ کے اس مشترکہ اجلاس میں شرکت کرتے ۔ جناب چیئرمین صاحب آپ کو یہ اندازہ ہو گا کہ میرا استحقاق کس طریقہ سے مجروح ہوا ہے ؟ میں چاہتا ہو ں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیا جائے ۔بڑی مہربانی جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ۔ جی جناب خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جیسے اشتیاق صاحب نے کہا، میں اپنی پارٹی کی طرف سے یہاں بیٹھا ہوں اور پارٹی کا نمائندہ ، لیڈر ہوں، حقیقت جانئیے کہ میں اتفاقاً یہاں اپنے کام سے آ گیا ۔ مجھے ابھی تک کسی قسم کا نوٹس تو کیا ، کوئی اطلاع نہیں ملی کہ ۲۸ تاریخ کو اجلاس ہو رہا ہے ۔ باقی باتیں جتنے لوگوں نے کی مجھے ان سب کے ساتھ اتفاق ہے۔اگر اس طرح سے چلے گا تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ ۔ جناب ملک قاسم صاحب۔

ملک محمد قاسم ۔ جناب میں تو ایک چھوٹی سی clarification کرنا چاہتاہوں۔ عرض یہ ہے کہ کشمیر کمیٹی بنائی تھی اور حقیقت ہے کہ وجہ یہی تھی جس کا کہ مجھے بعد میں یہ وہ فرما رہے تھے کہ ہمارے آنے کی ضرورت ہے کہ نہیں ۔ بالکل جناب اگر یہ نہ آئیں ۔ اگر پختون خواہ NAP یہاں پر نہ ہوں تو کم ازکم مجھے تو بہت تکلیف ہوگی۔ ان کے بغیر کیسے کام چلے گا ۔ لیکن جہاں تک کشمیر کمیٹی کا تعلق ہے میں صرف اس کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں ۔ عرض یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے کشمیر کمیٹی کے لئے ممبروں کے نام دینے کے متعلق میں نے چیئرمین صاحب سے بات بھی کی ہم نے نام بھی دے دیئے ہوئے ہیں ۔ میں نے راجہ صاحب سے بھی بات کی میں نے اپوزیشن کے کچھ اور صاحبان سے بھی بات کی کہ اپوزیشن کے نام بھی آنے چاہئیں تا کہ وہ وہاں پہنچیں اور کمیٹی announce کی جائے بڑی دیر ہو گئی ہے تو مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ 3 اگست کو اپوزیشن کی میٹنگ ہو رہی ہے جس میں یہ فیصلہ کریں گے اور صرف میں یہ explanation دینے کے لئے اٹھا تھا کہ ہماری طرف سے کوئی تاخیر نہیں ہو رہی ہے حکومت نے اپنے نام بھی دے دیئے ہوئے ہیں ۔ اپوزیشن کی طرف سے میں ان کو الزام نہیں دے رہا ۔ ان کو اپنی دقتیں ہوں گی۔ آپس میں صلاح مشورے کرنے ہوں گے۔ سارا سلسلہ ہوگا۔ وہ جب نام دیں گے اگر تین تاریخ کو دیں گے ۔ آج بھی مجھے وزیراعظم کی طرف سے کہا گیا کہ کیا وجہ ہے ابھی تک نام نہیں آئے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ اپوزیشن نے تین تاریخ کو میٹنگ کرنی ہے اور میٹنگ کے بعد انہوں نے نام دینے ہیں اور جس وقت یہ نام دیں گے اسی وقت کشمیر کمیٹی کی announcement ہو جائے گی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ جی جناب راجہ ظفرالحق صاحب۔

راجہ محمد ظفرالحق ۔ جناب چیئرمین گورنمنٹ مختلف امور کے بارے میں کوئی consistante رویہ نہیں رکھتی ۔ اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ کسی معاملے میں تو ایک وقت بہت جلدی ہوتی ہے ۔ اور پھر اس کے بعد معاملے کو بالکل التواء میں ڈال دیا جاتا ہے ۔ یہ ایک معاملے میں نہیں کم و بیش ہر معاملے میں ایسا ہی ہے ۔ ایک وقت آتا ہے تو پتہ نہیں وہ کون سا خاص دن ہوتا ہے کہ حکومت کو ان معاملات میں بہت جلدی ہوتی ہے ۔ اور دوسرے ہی دن وہی معاملہ بالکل غیر اہم ہو جاتا ہے ۔ کشمیر کی کمیٹی بنانے کے سلسلے میں بھی یہی کچھ ہوا ہے ۔ اس دن جو اجلاس جس طریقے سے بلایا گیا اور ارکان نے جو یہاں بیان کیا ہے اس میں

کوئی شک نہیں ۔ خود اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے مجھے 28 تاریخ کی شام کو وہ ٹیلیگرام ملتا ہے ۔ ٹیلیوژن سن کر اور باقی دوستوں کے ٹیلیفون آئے تو ہم یہاں آگئے۔ اس دن بھی ہم نے یہ گزارش کی کہ پہلے اس کے Rules کو amend کیا جائے تاکہ اس کمیٹی کی Legality کا جواز نکل سکے کیونکہ صرف ایک کمیٹی joint committe کا وہاں تذکرہ ہے رو لز میں جو common interest کے معاملات ہیں ۔ parking کا ہے ۔ security کا ہے lounges کا ہے ۔ راہداریوں کا ہے اور جو سینٹ اور نیشنل اسمبلی کے درمیان معاملات ہیں ان کے بارے میں کمیٹی کا تذکرہ ہے ۔ وہ کمیٹی بھی نہیں بنی ابھی تک اور یہ جو کشمیر کے لئے مشترکہ کمیٹی بنائی جانے والی تھی اس کے لئے بھی آپ کو یاد ہوگا کہ خود سینٹ کے ہاؤس میں میں نے خود کئی بار کھڑے ہو کر یہ کہا ہے کہ اس کی مشترکہ کمیٹی ہونی چاہیے اور اگر مشترکہ کمیٹی نہیں ہوگی تو وہ overlaping ہو گی dupilicity ہوگی اس duplication سے بچنے کے لئے فارن آفس کو یا باقی کسی ایجنسی کو اگر بریفنگ دینی ہو گی تو ان کے لئے بھی مشکلات ہوں گی۔ پھر بیرونی ممالک کے لئے بھی مشکل ہوگی۔ یہ سمجھ میں نہیں آئے گا کہ یہ صاحب کون جا رہے اور دوسرے صاحب کون آ رہے ہیں ۔ کیونکہ آپ کو پتہ ہے کہ ہاشمی صاحب جو ایم این اے ہیں وہ ایک وفد لے کر ملائشیا اور انڈونیشیا گئے اور وہاں سے ان کا یہ بیان آیا ہے کہ وہاں جا کر خود ہمیں یہ بتانا پڑا کہ ہم نیشنل اسمبلی کے ارکان ہیں ۔ اور ہم اس کام کے لئے آئے ہوئے ہیں ۔ ان سے پہلے کسی آدمی نے حکومت کو یا کسی ایجنسی کو یہ بھی نہیں بتایا ہوا تھا۔ حالت تو یہ ہے۔ اسی طریقے سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی کام کرنا ہے تو اس کو مناسب طریقے سے اس کی اہمیت کے مطابق کیا جانا چاہیئے یعنی جب کشمیر کا معاملہ human rights کمیشن کے سامنے جنیوا میں پیش تھا' اس سے پہلے اس کمیٹی کو یا اس کے ارکان کو باہر جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اور نوابزادہ نصراللہ خان کے protest کے باوجود باہر نہیں جانے دیا گیا اور جب وہاں debacle ہوگیا کوئی ووٹ نہ ملا withdraw ہوا یا کیا ہوا تو پھر اس کے بعد دوبارہ کہا کہ اب وفود بے شک باہر ممالک میں جائیں۔

سید اقبال حیدر۔ اس معاملے پر بولنے کی اجازت نہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ اگر یہاں بولنے کی اجازت نہیں ہے اور آپ نے اجازت دینی ہے تو پھر یقیناً یہ سائیڈ پھر کیا کرے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ چلیں چلیں آپ بولیں۔ تھوڑا اختصار سے کام لیجئے گا تھوڑا مختصر کیجئے۔ پلیز۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ میں اس طرح بات کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اس وجہ سے کہ اگر اپوزیشن کو بات کرنے کا موقع نہیں دیا جائے اور ہر معاملے میں آوازے کسے جائیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ پلیز بھنڈر صاحب' پوائنٹ آف آرڈر۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی روایات کے مطابق جب بھی لیڈر آف دی ہاؤس اٹھیں گے جناب ان کو فلور دیں گے۔ ان کی بات ضرور سنیں گے اور جب لیڈر آف دی اپوزیشن اٹھیں گے تو ان کی بات بھی ضرور سنیں گے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کس پارلیمانی روایت کے مطابق جناب فاضل وزیر قانون یہ نقطہ اٹھاتے ہیں کہ چونکہ ایڈجرنمنٹ موشن ہو رہی ہے اس لئے لیڈر آف دی اپوزیشن نہیں بول سکتے لیڈر آف دی ہاؤس کا بھی حق ہے لیڈر آف دی اپوزیشن کا بھی حق ہے اور یہ پارلیمانی روایات ہمیں برقرار رکھنا ہوں گی کہ لیڈر آف دی اپوزیشن جب چاہیں وہ بول سکتے ہیں اور خاص طور پر جب لیڈر آف دی ہاؤس بولتے ہیں تو لیڈر آف دی اپوزیشن کا حق ہے کہ وہ اس کا جواب دیں اور تقریر فرمائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔

سید اقبال حیدر۔ جس اختصار سے لیڈر آف دی ہاؤس بولیں ہیں اسی اختصار سے لیڈر آف دی اپوزیشن-----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ وقت کیوں ضائع کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ ان کو بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ نہیں وہ بات کریں میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ ہر مسئلے پر پوائنٹ آف آڈر پر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا' بات یہ ہے کہ یہ جو question of privilege ہے ابھی یہ موشن بنی ہی نہیں اس کے admisibility کے روٹ ہیں اس کے مطابق اس کے specific پوائنٹ ہیں ان کے بارے میں یہ دلائل دیں کہ یہ فلاں فلاں رول کے

تحت فلاں فلاں طریقے سے یہ privileges of question بنتا ہے موشن بنائی جائے۔ یہ واقعات بیان کرنا اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ملائشیا ہویا United State ہو اس کا کوئی تعلق نہیں ہے آپ رولز آف پروسیجر میں دیکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے لیڈر آف دی اپوزیشن کو فلور دیا ہوا ہے جی پلیز چلیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ شکریہ جناب چیئرمین، بعض لوگوں کی خصوصی تعلیم ہونا بہت ضروری ہے۔ اس میں جو یہ کہا گیا ہے کہ اس وجہ سے کمیٹی نہیں بنی کہ کوئی تین تاریخ کو فیصلہ ہوگا یہ غلط ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس ریزولیوشن کے پاس ہونے کے بعد، اس وقت کشمیر کمیٹی کے چیئرمین تو ہیں ارکان نہیں ہیں۔ نہ قومی اسمبلی سے کوئی رکن کشمیر کمیٹی کا ممبر ہے اور نہ سینیٹ سے کشمیر کمیٹی کا کوئی ممبر ہے اس لئے اگر پچھلے مہینے کی اٹھائیس تاریخ کو یہ کمیٹی بنی تھی، چاہیئے تو یہ تھا کہ جس دن ریزولیوشن پاس ہوئی تھی اس کے دوسرے دن ہی یہ approch کیا جاتا کہ اپنے اپنے نام دے دیئے جائیں۔ اور چونکہ قومی اسمبلی کے ارکان کے نام بھی آنے ہیں اور سینیٹ کے نام بھی آنے ہیں جب تک کہ دونوں کے نام نہیں آئیں گے کمیٹی تشکیل نہیں پا سکے گی، اس لئے یہ معاملہ بالکل غلط ہے کہ کوئی نام آنے کی دیر کی وجہ سے ہماری طرف سے کوئی دیر ہوئی ہے، نہیں ہوئی، نہیں، غلط ہے، میں اس تاثر کو رد کرنا چاہتا ہوں کہ یہ عذر بالکل لغو ہے کہ یہ ہمارے نام نہ آنے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ نیشنل اسمبلی کے ارکان کے نام بھی آنے ہیں، نئی کمیٹی تشکیل ہوگی، ابھی تک یہ فیصلہ بھی نہیں ہوسکا کہ قومی اسمبلی کے کتنے ارکان ہوں گے اور سینیٹ کے کتنے ارکان ہوں گے اور پھر اس کے بعد ناموں پر بھی اتفاق ہو سکتا ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ جناب ملک قاسم صاحب۔

Malik Muhammad Qasim: Point of personal explanation.

Mr. Deputy Chairman: Malik Muhammad Qasim Sahib on a point of personal explanation.

Malik Muhammad Qasim: I am not used to making speeches like that. If I say something against the facts that would not be fair. I categorically say, Sir, without any fear of contradiction, if I have to contradict just for the

sake of contradiction it is a separate matter, but it is a fact that we have talked to the opposition, I have talked to the Chairman of the Senate, not once but so many a times. We have had discussions with each other. They were informal discussions, they were not formal discussions. I have even told the Chairman and also some of the Members of the Opposition that it has been decided that so many Members would be from the National Assembly and so many Members would be from the Senate. And Raja Sahib knows that they are holding a parliamentary party meeting on the 3rd in which they are going to decide what course of action they are going to adopt. I have been asking, I would not say that would be a wrong thing to say, almost everyday but I have been asking, I have asked so many a times,

کہ بھئی وہ ناموں کا بیٹھ کر کر لیں ۔ ناموں کا بیٹھ کر کر لیں ۔ناموں کا بیٹھ کر کر لیں۔

And I have been told that they would give the names on the 3rd of this month. That is a fact. Why deny it? What is wrong with it? That doesn't look nice, it doesn't look fair. It is a fact that we have given our names to Nawabzada Nasrullah Khan. He is to nominate. You have empowered him as Chairman of the Joint Committee. My friend was saying, somebody - I don't know who was it earlier, that without going into a Joint Session how could we make a committee? Your own leader is saying that there is one committee. Only one committee can be formed. There are no other committees. He wanted that the rules should be amended etc., etc. we could not have a joint committee without a Joint Session. A Joint Session was held and we have decided, since a very long time ago, who aregoing to represent the government. Nawabzada has been given those names. Thenames are there. I think he has the whole list of the members of the National Assembly's names. Only the Senate was to give in consultation with the Chairman of the Senate. This matter is to be decided, he is to consult them, but I have been consulting and going to the Chairman Senate since the last session

then he had gone away abroad also in those days. I have been meeting them, I have been meeting the opposition people, I am repeating it again and again and they have categorically told me that on the 3rd they are having their session and on the 3rd they will give and this I was told, Sir, about two or three days ago.

Mr. Deputy Chairman: Thank you, Ishtiaq Azhar Sahib.

سید اشتیاق اظہر ۔ میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا قائد ایوان نے قائد حزب اختلاف سے بھی براہ راست بات کی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اب یہ تو سوال در سوال ہو گا ناں۔

ملک محمد قاسم ۔ میں نے براہ راست بات کی تھی۔ شکر ہے۔ یہ بھی جناب میں نے ایک نئی چیز دیکھی ہے کہ جب قائد حزب اختلاف بیٹھے ہوئے ہوں اور چوہدری صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں، چوہدری صاحب کہہ دیتے ہیں کہ خدا کی قسم قائد حزب اختلاف نے نہیں کہا تھا، یہ آگے سے کچھ اور کہتے ہی، حالانکہ وہ بات ہوئی ہوتی ہے۔ جناب قائد حزب اختلاف کو علم ہے کہ اس بات کے سلئے میں کہتا رہا ہوں ۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ جناب چیئرمین! اس کی ٹیکنیکل صورت یہ ہے کہ جو ریزولیوشن پاس ہوئی تھی جوائنٹ سیشن میں وہ یہ ہوئی تھی کہ اسپیکر نام دیں گے نیشنل اسمبلی کے اور سینٹ کے نام چیئرمین سینٹ دیں گے through the Speaker ۔ یہ ریزولیوشن ہوئی ہے۔ اس کا text نکال لیں بیشک۔ اس کا text ہی یہی ہے کہ چیئرمین سینٹ سے پوچھ کر نام دیئے جائیں گے۔وہ نام دیں گے۔ میں directly نوابزادہ صاحب کو یا کسی اور کو نام نہیں دے سکتا، نہ کسی اور کو دے سکتا ہوں۔ اب آپ ریزولیوشن نکلوا لیں اور دیکھ لیں کہ اس میں کیا طریقہ کار ہے۔ سیکرٹری صاحب وہ ریزولیوشن نکلوا کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ موشن زیر بحث تو یہ ہے کہ اس وقت اس موشن کی admissibilty پر کہ اجلاس عجلت میں بلایا گیا تھا، اس میں تھوڑا سا ٹائم دیا جانا چاہیئے تھا۔ اصل میں بحث تو اس پر ہو رہی ہے۔ اس کو admit کرنے یا نہ کرنے پر بات ہو رہی ہے۔ باقی باتیں میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ اس سے اتنی ہم آہنگ تھوڑی بہت ہو سکتی ہیں لیکن اس وقت زیر بحث نہیں آ سکتیں۔ یہ میری گزارش ہے اور میں اب یہ چاہوں گا کہ اس وقت جو باتیں پیش

ہوئی ہیں اس ہاؤس میں' اس کے سلسلے میں جناب سید اقبال حیدر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ
اس پر اپنی آراء کا اظہار فرمائیں۔

Syed Iqbal Haider: Sir, before I submit my contention on the admissibility of the motion, I may clarify that the resolution passed by the Joint House for the formation of the Kashmir Committee provided that the Speaker of the National Assembly shall determine composition and quorum of the Committee and while selecting the Senators the Speaker shall consult the Chairman of the Senate, consult not consent.

Sir, on the motion itself, there cannot be any two opinions. It is a law and the Rules of Business are so clear that it does not constitute breach of any privilege of any honourable member on the basis of the allegations which have been made. One is the fact that Article 54, under which the Joint Session was summoned, does not stipulate the time of the notice for the any session of the Assembly or Senate or of the Joint Session. Article 54 clearly provides that the President may, from time to time, summon either House or both Houses in Joint Sitting to meet at such time and place as he thinks fit and may also prorogue the same. There is no reference that this much time should be required. Now, I refer to the sub-rule (2) of Rule 3 of Summoning and Prorogation of the Joint Session.

Sub-rule (2) provides that the publication of notification under sub-rule (1) and its announcement over the radio shall be deemed to be a sufficient notice of the meeting to the members and its announcement on radio shall be a sufficient notice of the meeting to the members. This is the only requirement. None of the rules prescribe that a Joint Session can only be called by 3 days notice or 2 days notice or 7 days notice. No time limit, which is lacking very much among the members on the other side.

Raja Muhammad Zafar-ul- Haq: We will not sit in the House if these remarks are not withdrawn. If these abuses are continued we will not sit in the House.

(interruption)

Raja Muhammad Zafar-ul- Haq : If he does not withdraw, we will walk out.

Mr. Deputy Chairman: No cross talks, please.

Syed Iqbal Haider: If the members refrain from making adverse aspersions and remarks against us then I will, otherwise they will be paid in the same coin that they are paying. They will receive it in the same coin.

Raja Muhammad Zafar-ul- Haq: If these disrespectful words are not withdrawn, honestly we will not sit in the House.

Mr. Deputy Chairman: You sit down, please.

Raja Muhammad Zafar-ul- Haq: We will not sit in the House.

(interruption)

Syed Iqbal Haider: No, they had insinuated.

جناب ڈپٹی چیئرمین - اس طرح cross talk نہیں ہونی چاہئیے۔ آپ بیٹھیں تشریف رکھیں۔ دیکھیں بات سنیں جی۔

راجہ محمد ظفرالحق - اگر یہ لفظ withdraw نہیں ہوتے' یہ توہین آمیز الفاظ withdraw نہیں ہوتے honestly we will not sit in the House۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - آپ تشریف رکھیں۔ آپ بیٹھیں جناب ڈاکٹر صاحب' آپ تشریف رکھیں' نمان صاحب بیٹھیں تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں مجھے بات تو کرلے دیں ناں جناب۔ آپ تشریف رکھیں اشتیاق اظہر صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین- آپ اس طرف سے یا اس طرف میری عرض سنیں ناں جی، مجھے بات تو کرنے دیں یار، مجھے بات تو کرنے دو بھائی- اس طرف سے یا اس طرف سے ہم آپ سے توقع رکھتے ہیں-

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین- دیکھیں عرض یہ ہے - آپ سب صاحبان قابل احترام ممبرحضرات ہیں - چاہے اس طرف تشریف فرما ہیں یا اس طرف تشریف فرما ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ ہماری عمریں، ہمارا تجربہ، ہماری تعلیم تقاضہ کرتی ہے کہ ہم ان چیزوں سے بچیں کریں جن سے دوسرے آدمی کو دکھ ہوتا ہے - میں اقبال حیدر صاحب آپ سے نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ آپ جیسے سمجھدار آدمی سے میں یہ توقع رکھنا چاہوں گا کہ ایسے الفاظ اگر آپ استعمال نہ فرمائیں- جس سے کسی کے دل کو دکھ پہنچے تو بہتر ہے - میری گزارش پر غور فرمائیں - شکریہ جی -

Syed Iqbal Haider: I totally agree with you....

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Unless he withdraw we will not participate.

Syed Iqbal Haider: One should not use any remarks whether provocative or derogatory or having insulting insinuation. So I totally agree with you and both sides follow this rule.

جناب ڈپٹی چیئرمین- اپنی فراخدلی کا، اپنی بردباری کا، آپ اگر کہہ دیں گے تو آپ کی عزت دوبالا ہو جائے گی - اگر کسی کی دل شکنی ہوئی ہے تو وہ----

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: He has to withdraw.

سید اقبال حیدر- دونوں طرف سے نہیں ہونی چاہیے - ہم کبھی بھی ایسا نہیں کرتے - میں مکمل اتفاق کرتا ہوں -

جناب ڈپٹی چیئرمین- وہ تو میں نے کہا کہ دونوں طرف سے نہیں ہونی چاہیئے - میں آپ ممبرحضرات سے توقع رکھتا ہوں کہ جو ماشاء اللہ بہت ہی اچھے قابل ترین ہیں- آپ کو یہیں پر قوم لائی ہے- آپ کو یہاں بٹھایا ہے- اس لئے نہیں بٹھایا کہ ہم ایک دوسرے کو اپنے

الفاظوں سے پریشان کریں۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر۔ میرے محترم آغا صاحب بھی اس طرح سے ریمارکس پاس نہ کریں جس میں کہ insulting insinuation ہو۔

Mr.Deputy Chairman: No cross talk Agha Sahib..

Syed Iqbal Haider: Sir, it has to be balanced and the justice demand that the same para-meters and same norms and the same level of ethics are shown to each other, not one sided. I have not a slightest hesitation if Fazal Agha Sahib also withdraw his remarks....

راجہ محمد ظفر الحق - یہ ایسے confused کرنے والی بات ہے -

Syed Iqbal Haider: I have not a slightest.......

راجہ محمد ظفر الحق - فضل آغا صاحب نے یہ کہا کہ نوٹس کی تاریخ یہاں نہیں دی - ٹائم نہیں دیا گیا کہ کتنا ہو لیکن اس لئے انہوں نے کہا کہ common sense بھی ہوتا ہے کہ نوٹس کا کتنا period ہو۔ اس پر یہ کہنا کہ common sense نہیں ہے۔ Why abuses? So unless he with draw we will not participate in the House.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ آغا صاحب سے بات کیوں کرتے ہیں آپ مجھ سے بات کریں۔

Syed Iqbal Haider: I do no want to waste the precious time of this honourable House. I want to show magnanimity but it has to be reciprocal. One way mangnanimity, I do not believe in it. The way they will provoke us theywill receive it back on the same coin. I am prepared to say what I have said beforethat it had a categorically adverse and inderogatory insinuation against the treasury benches. Whatever Fazal Agha Sahib has said, it was a categorical. What about that there should have been common sense, in the context that it

was clear indication as if the treasury benches are lacking .....

راجہ محمد ظفر الحق ۔ آغا صاحب نے صرف law کے بارے میں یہ کہا ہے کہ اگر آپ نے وہاں period of notice نہیں دیا تو common sense یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اتنا period تو ہونا چاہیے کہ کوئی گھر سے چل کر ہوائی جہاز کے ذریعے اجلاس میں آ جائے۔ آغا صاحب نے صرف یہ کہا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ کسی طرف سے common sense کی کمی لیکن جو وزیر قانون صاحب نے کہا میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی غلط بات تھی ۔ Or unless he withdraws, we will not sit in the House.

Syed Iqbal Haider: There is a clear insinuation and if that was not been admitted by the honourable member, than he is having a partisan view. I am sorry to say that, but that is his partisan view. I have not slightest hesitation if we show magnanimity to each other but one way magnanimity, one way curtesy, for us different para-meters of ethics, for them different para-meters of ethics, I do not believe in it. I believe in rule of law, equality of law for all.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں آفتاب شعبان میرانی سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مسئلہ کو حل کریں کیونکہ آپ بہت پرانے parliamentarian ہیں۔

سید خورشید احمد شاہ۔ میں نے دونوں حضرات کی باتیں سنی ہیں۔ انہوں نے common sense کی بات کی ہے اور انہوں نے بھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں آفتاب شعبان میرانی سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مسئلہ کو حل کریں کیونکہ آپ بہت پرانے parliamentarian ہیں۔

جناب آفتاب شعبان میرانی۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ دونوں جانب سے معافی مانگی جائے ۔

let the Leader of the Opposition to request Agha Sahib, both of them can apalogise. He is ready to apalogise.

(مداخلت)

راجہ محمد ظفر الحق۔ لیکن آغا صاحب نے کہا کیا ہے کہ وہ معافی مانگیں ۔

Mr. Aftab Shaban Mirani: Right or wrong they should so ....

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب ! آپ ذرا تھوڑا سا فراخدلی کا مظاہرہ فرمائیں ۔

سید اقبال حیدر۔ میں تو ہمیشہ فراخدلی کا اتنا مظاہرہ کرتا ہوں کہ بعض دفعہ میری اس فراخدلی سے میرے معزز ساتھی ناراض ہو جاتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ناراض نہیں ہوں گے ۔ نہ کھر صاحب' نہ میرانی صاحب ' نہ شاہ صاحب اور نہ ڈاکٹر صاحب ناراض ہوں گے ۔

Syed Iqbal Haider: Sir, why he is making it an egoistic problem?

راجہ محمد ظفر الحق۔ یہ غلط بات ہے ۔

Syed Iqbal Haider: Sir, let there be a rule of law for both of us. They think that they have said nothing wrong then I think I have not said nothing wrong either.

راجہ محمد ظفر الحق۔ یہ غلط ہے۔

Syed Iqbal Haider: I am sorry, if this is their partison view then that is most unfortunate.

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, this is not my partisan view.

آغا صاحب نے صرف یہ کہا ہے ۔ "common sense" demands interpretation.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب قاضی حسین احمد صاحب ۔

قاضی حسین احمد۔ جناب والا ! " کس نے کیا کہا ہے" اس کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں اگر معزز اراکین کے یہ الفاظ پارلیمانی نہیں ہیں تو آپ سے گزارش ہے کہ آپ انہیں expunge کر دیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ خیر یہ اختیارات تو میرے پاس ہیں ۔

قاضی حسین احمد۔ یہ الفاظ expunge کر دیں ۔ بات ختم ہو جاتی ہے۔

آپ خود دیکھ لیں کہ اگر انہوں نے صرف یہ کہا ہے کہ common sense ' تو common sense کے الفاظ کہنا تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اپوزیشن میں common sense نہیں ہے۔ اس میں آپ بھی شامل ہیں۔

قاضی حسین احمد ۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ ایسے الفاظ کو expunge کردیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں تو ان بزرگوں سے اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ آپ کا ہاؤس ہے ۔ میٹھا ہاؤس ہے ۔ عزت والا ہاؤس ہے ۔ نام والا ہاؤس ہے ۔ آپ نے قوم کو کچھ کرکے دکھانا ہے ۔ آپ نے آگے چلنا ہے ۔ آپ نے تو اپنی بہت بلند کرداری بنانی ہے ۔ عظمت بنانی ہے تاکہ لوگ سنیں اور کہیں کہ ہاں ' یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنی غلطی کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ میں تو یہ اس لئے کہہ رہا ہوں ورنہ میرے لئے expunge کرنا مشکل نہیں تھا۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ہم آپس میں بیٹھ کر اس بات کو طے کرلیں تو بہتر رہے گا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ اقبال حیدر صاحب ہمارے بہت معزز بھائی ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر۔ آغا فضل صاحب کیا آپ کے دشمن ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں ' وہ بھی میرے دوست ہیں ' بھائی ہیں۔

(قہقہے)

ہاؤس کو چلائیے ۔ بڑی اچھی فضا کو خراب نہ کیا جائے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ -----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں ۔ ایک ' دو ' تین ' چار ' پانچ ' چھ ' سات وزرا بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آپ نے میٹھی بات کرنی ہے ۔ مٹھاس پھیلانی ہے ۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ آپ کے کان ادھر آتے ہیں ' ادھر نہیں جاتے ہیں he passed a remarks۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ ہمیشہ بنی ہوئی بات کو بگاڑتے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا۔ آپ پہلے ان سے کہیں کہ وہ معافی مانگیں۔جس نے پہلے غلطی کی ہے وہ پہلے معافی مانگے ۔

(مداخلت)

حافظ حسین احمد ۔ جناب چیئرمین۔ اس ہاؤس میں شوگر کے مریض زیادہ ہیں اس لئے مٹھاس سے پرہیز کرتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ راجہ صاحب کی گفتگو ہمیشہ پیاری ہوتی ہے جس سے ہر شخص محظوظ ہوتا ہے ۔ خورشید شاہ صاحب ۔

سید خورشید احمد شاہ۔ میں نے دونوں حضرات کی باتیں سنی ہیں۔انہوں نے common sense کی بات کی ہے اور انہوں نے بھی ایسی ہی بات کی ہے ۔ میرے خیال میں دونوں اپنی اپنی باتیں withdraw کرلیں ۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ یہ کیسے کہتے ہیں کہ انہوں نے common sense کی بات کس سلسلے میں کہی انہوں نے یہ کہا کہ جو interpretation لاءمنسٹر صاحب کر رہے ہیں صدر صاحب کی طرف سے جائنٹ سٹنگ کے لیے نوٹس کا کوئی ٹائم فریم نہیں ہے کہ اتنا نوٹس ہونا چاہیئے اتنے دن کا یا اتنے گھنٹے کا ۔ تو آغا صاحب نے یہ کہا کہ کامن سنس یہ ڈیمانڈ کرتی ہے کہ اتنا نوٹس ضرور ہونا چاہیئے کہ جس میں کوئی ممبر گھر سے چل کر یہاں پہنچ توسکے ۔ یہ بات اور ہے اور یہ بات کہنا کہ اس کی کمی ہے یہ بات تو بالکل غلط ہے ۔

(مداخلت)

سید خورشید احمد شاہ۔ جناب چیئرمین صاحب یہ آپ کی اتھارٹی ہے کہ کسی بھی وقت کوئی بات ہو جائے ۔ وہ دونوں withdraw کر سکتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ دیکھیں اتھارٹی میری یقیناً ہے ۔ یقیناً میں اپنی رولنگ دوں گا۔ میں چاہتا ہوں آپ کی فضا اچھی ہو آپس میں ٹھیک رہے ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ راجہ صاحب آپ کو کیا ہوگیا ہے ۔ آپ تو ماشاء اللہ بڑے اچھے۔۔۔

سید محمد فضل آغا۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے دکھ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے مجھے سنے بغیر مجھ سے بہت سی باتیں attribute کر دی یہ کہا وہ کہا ۔ میں نے کبھی دس سال میں اس ہاؤس میں کوئی لفظ ایسا منہ سے نہیں نکالا جس سے گورنمنٹ بنیچز کی کوئی دل آزاری ہو ئی ہو۔کبھی بھی کوئی ریکارڈ یہ ثابت نہیں کر سکتا ہے جبکہ اقبال حیدر صاحب کی routine یہ ہے ۔ جب یہ اپوزیشن میں تھے تب بھی اور اب بھی۔ آج جب وہ رولز ریگولیشن کا سہارا لیکر اس کو reject کرنے کی کوشش کر رہے تھے ۔ تو انہوں نے کہا کہ ریڈیو پر بھی اناؤنس ہوا تھا۔ اب ایک گھنٹہ پہلے آپ ریڈیو پر اناؤنس کر دیں ۔ ابھی جائنٹ سیشن ہوگی تو میں نے کہا کہ کامن سنس بھی کوئی بات ہوتی ہے۔ کوئی اس میں ٹائم کا فریم ہونا چاہیئے ۔ ۲۴ گھنٹے ۴۸ گھنٹے میں نے اس context میں کہا تھا۔ ہم سب اس ہاؤس کے معزز اراکین ہیں ۔ میں سب کی عزت کرتا ہوں ۔ اس قسم کی میں نے کوئی بات نہیں کی ۔ یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں انہوں نے علی الاعلان کہا ہے جو ریکارڈ پر ہے ۔ اس ہاؤس کے تمام معزز اراکین کو مخاطب کرکے کہا ہے کہ ان معزز اراکین میں کامن سنس کا فقدان ہے۔ یہ انہوں نے واضح کہا ہے ۔ میں نے کیا کہا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی آفتاب صاحب ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ سر بات یہ ہے کہ گفتگو اس طرح شروع ہوئی۔ میں بیٹھا ہوا سن رہا تھا ۔ جب اقبال حیدر صاحب وزیر قانون ٹائم فریم بتا رہے تھے۔ تو ایک جملہ انہوں نے کہا کچھ کامن سنس کی بات بھی ہوتی ہے ۔یہ بات کہی ۔ اس طرف سے جو جواب آیا وہ یہ آیا جو اس طرف کم ہے ۔ یہ تمام ممبر جو بیٹھے ہوئے ہیں ۔ گفتگو جو ہو رہی تھی وہ ان کے اور ان کے درمیان تھی ۔ ہم اس میں بالکل participate نہیں کر رہے تھے ۔ ہم سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ ہم تو کام میں لگے ہوئے تھے۔ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ جناب وزیر قانون کو کیا حق پہنچتا ہے کہ جتنے ممبرز بیٹھے ہیں اور جو اس گفتگو کے اندر participent نہیں ہیں انہوں نے سب کو مخاطب کرکے کہا جو اس طرف کم ہے یہ جملہ ہے ۔ اب یہ withdraw کریں ۔ کہ وہ withdraw کریں گے۔ یہ آپ فیصلہ کریں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ گچکی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب منظور احمد گچکی۔پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں پہلے بھی یہ کہہ چکا تھا کہ

مجھے راجہ صاحب سے یہ توقع نہیں ہے ۔ راجہ صاحب پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ اچھے پولیٹیکل لیڈر ہیں ۔ اور اگر کسی طرف سے بھی کوئی ایسی بات ہو جو راجہ صاحب کو ناگوار گزرے ۔ تو ان میں میرے خیال میں باقیوں کی نسبت زیادہ برداشت کا مادہ ہونا چاہیئے کیونکہ وہ اس وقت لیڈر آف دی اپوزیشن ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس طریقے سے ہاؤس میں Cross talking ہو رہی ہے جس طرح بازار میں ایک دوسرے کے ساتھ bargaining ہوتی ہے ادہر سے ادہر سے ہو رہا ہے۔ یہ کونسا پارلیمانی آداب ہے جو یہاں پر ہم دیکھ رہے ہیں۔ جناب والا میں کہتا ہوں کہ فرض کرلیں اقبال حیدر نے یہ کہہ بھی دیا کہ اس طرف نہیں ہے۔ تو آپ اسے expunge کر دیں یہ پارلیمانی پروسیجر ہے ۔ اس میں کیا ہے کہ اس کو مسئلہ بنا دیا ہے ۔ اور ایک گھنٹے سے ہم argue کر رہے ہیں ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much to everybody. I here by expunge the remarks which are made by Iqbal Haider Sahib.Carry on Sir

میں نے کافی موقع دیا ۔ اتنا موقع دینے کا مقصد یہ تھا کہ میں آپ کے دلوں میں محبت پیدا کروں۔ آپ کے دلوں سے نفرت کو نکالوں ۔ ہم مل کر کام کریں ہم نے مل کر کام کرنا ہے ۔ ورنہ میں شروع میں کہہ سکتا تھا کہ expunge میں نے نہیں کیا۔

Syed Iqbal Haider: Thank you Sir, I just for the sake of continuing my submission.

سید خورشید احمد شاہ ۔ٹھیک ہے جناب ہم کوشش کریں گے اور کرتے رہیں گے ۔ اور محبت ہو جائے گی ۔

(مداخلت)

راجہ محمد ظفر الحق ۔جناب چیئرمین۔ میں عرض کرتا ہوں ۔ میں اتفاق کرتا ہوں جو گیلانی صاحب نے فرمایا کہ ان کو مجھ سے یہ توقع ہے کہ کچھ بھی ہو جائے۔ میں اسے درگزر کروں۔ میری اگر ذات کا معاملہ ہو تو میں کر دوں۔ لیکن اگر اتنے ارکان یہاں بیٹھے ہیں جس میں پارٹیوں کے سربراہ بھی ہیں اگر یہ کہا جائے کہ ان میں common sense کی کمی ہے ۔ تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ جب تک کہ withdraw خود نہ کریں انہیں اس بات کا احساس نہ ہو ۔ remarks expunge کرنے کی تو بات ہی نہیں ہے ۔ میں آپ سے ، گزارش کروں گا جناب چیئرمین! کہ اگر وہ اس کو withdraw نہیں کرتے تو یہ ممبر رہے ہیں کہ

They will not sit in the House, they will walk out. یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ کہ کوئی آدمی کھڑا ہو کر گالی نکالے پھر اٹھ کر کہے کہ یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ آپ نے expunge کیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میری رولنگ کے بعد ----

راجہ محمد ظفر الحق ۔ آپ کی رولنگ جو ہے وہ expunge کی ہے۔ لیکن یہ رولنگ نہیں تھی ۔ expunge تو آپ نے یہ کیا کہ وہ ریکارڈ پر نہ آئے لیکن جو انہوں نے کہا ہے جب تک وہ withdraw نہیں کرتے۔ جس نے گالی نکالی ہے ساری اپوزیشن کو including the Leaders of the parties اگر وہ withdraw نہیں کرتے ہیں تو پھر ہمارے یہاں بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ آپ پر تو ہمارا اعتراض نہیں ہے۔ ہم یہ احساس دلانا چاہتے ہیں۔ کہ کوئی لوگ اگر عزت چاہتے ہیں تو دوسروں کی عزت کرنا بھی سیکھیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں چلتا۔

سید اقبال حیدر۔ کاش کہ اس پر آپ عمل درآمد کریں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ یہ دیکھیں ناں۔ اگر وہ نہیں کرتے تو .We will not sit here۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! میں یہاں پر صرف ایک بات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لئے ہم آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں گے ۔ آپ کو ابھی دو لمحے پہلے کا یاد ہوگا' آپ کے ریکارڈ پر ہے جناب چیئرمین! کہ معزز قائد حزب اختلاف نے ایک انتہائی نازیبا لفظ استعمال کیا تھا کہ ان لوگوں کو تعلیم کی ضرورت ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔نہیں میں نے نہیں کہا۔

سید اقبال حیدر۔ یہ کہا تھا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ آپ ریکارڈ منگوالیں۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر۔ بات کرتے ہیں اخلاقیات کی اور اخلاقیات کا دامن ہر وقت چھوڑے رہتے ہیں ۔ اور دوسروں کے اوپر ٹھونستے رہتے ہیں ۔ اخلاقیات یہ کہاں کا اخلاق ہے؟ آپ نے خود ابھی کہا تھا کہ جناب والا! انہیں تعلیم کی ضرورت ہے ۔ ذرا تربیت خود پہلے حاصل

کرکے آئیں۔ ---

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے ارکان واک آؤٹ کر گئے)

ہم تو رفع دفع کرنا چاہتے ہیں ۔ پھر بھی وہ اس بات پر بضد ہیں ۔ ہم اس بات کو پی گئے ۔ صرف اس لئے کہ ماحول ٹھیک رہے ۔ ہر طرح کا جملہ، طعنہ اور قابل اعتراض بات کہہ دیتے ہیں اور ہم خاموش رہتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ہاؤس کا ماحول خوشگوار رہے۔

حافظ حسین احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب میں نہیں سمجھتا کہ محترم اقبال حیدر صاحب کو اوپر سے یہ ہدایت ہیں کہ اس ہاوس کو بھی اسی طرح چلایا جائے جس طرح قومی اسمبلی کو چلایا جاتا ہے۔ اگر انہوں نے اپنی انا کا مسئلہ بنایا اور ہم سمجھتے ہیں کہ وہ قصداً یا کسی اشارے پر اس قسم کا ماحول یہاں پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ اگر کوئی ایسی بات ہوگئی تھی تو انہیں چاہیئے تھا کہ وہ تحمل اور بردباری سے ان الفاظ کو واپس لیتے ۔ لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اس ایوان کا وہی ستیاناس کرنا چاہتے ہیں جو قومی اسمبلی کی عادت ہے ۔

سید اقبال حیدر ۔ میں ان الفاظ پر جو معزز رکن نے کہے ہیں کہ ستیاناس ، کرنا ، ستیاناس کرنے کا رویہ ان کا ہوگا ۔ یہاں پر ہم ماحول بناتے ہیں ۔ ستیاناس کی سیاست کوئی اور کرتا ہوگا ۔ اور میں ان الفاظ پر احتجاج کرتا ہوں اور مہربانی کرکے ان الفاظ کو حذف کیا جائے ۔ اور میں احتجاج کرتا ہوں ان کے توہین آمیز رویئے پر ۔

(مداخلت)

حافظ حسین احمد۔ مزید میں اس پر واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر واک آؤٹ کرگئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ attention Please اس وقت چونکہ ساری حزب اختلاف تمام کی تمام واک آؤٹ کر چکی ہے لہذا میں اجلاس کو پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کرتا ہوں اس کے بعد پھر انشاء اللہ ، پندرہ منٹ کے بعد پھر اجلاس شروع ہو گا ۔ آپ حضرات سے گزارش ہے ڈاکٹر صاحب سے ، میرانی صاحب سے اقبال حیدر صاحب سے ، اور لاسی صاحب سے اور نواب صاحب سے ،کھر صاحب سے کہ آپ جا کر انہیں منا لیں ۔ تاکہ کارروائی کو آگے چلایا جا سکے ۔

(پندرہ منٹ کے لئے وقفہ)

[The House is reassembled after interval with Mr. Deputy Chairman (Mir Abdul Jabbar) in the Chair]

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین جو ابھی ایوان میں بدمزگی ہوئی میں یہاں پہ آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں اپنے تمام معزز اراکین پر کہ ہمیں جمہوری اداروں اور جمہوری اداروں کی کارکردگی نہ صرف یہ کہ اپنی انا اور عزت سے زیادہ عزیز ہے بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہماری بھرپور کوشش یہ رہی ہے کہ ایوان خوش اسلوبی سے بغیر کسی بدمزگی کے چلتا رہے اور بہت سی دفعہ بہت سے قابل اعتراض جملوں کو ہم پی گئے ہم نے کبھی جواب نہیں دیا۔ اور اسی پہلو کو اور اسی مطمع نظر کو اپناتے ہوئے اور معزز رہنما بزرگوں جناب اجمل خٹک اور آپ کے مشورے پر میں دل سے قبول کرتا ہوں اور دیانت داری سے قبول کرتا ہوں کہ وہ الفاظ جو میرے کچھ ساتھیوں کو برے لگے ہیں انہیں واپس لیتا ہوں۔ صرف اور صرف ایوان کو چلانے اور اپنی جمہوری اداروں کے استحکام اور ان کا دوام اور ان کی عزت اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے میں واپس لیتا ہوں۔ اس میں کوئی جھجک مجھے نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ میں جناب قائد حزب اختلاف جناب راجہ ظفر الحق، وزیر قانون صاحب اس طرف کے معزز اراکین اور اس سائیڈ کے معزز اراکین میں سب کا مشکور ہوں کہ آپ نے وہ فضا برقرار رکھی جس کی اس ہاؤس کو ضرورت ہے۔ ہم اس ہاؤس کی اس مقدس فضا کو اسی رنگ میں بحال دیکھنا چاہتے ہیں نہ صرف دیکھنا چاہتے ہیں بلکہ ہم نہایت پیار و محبت سے ایک دوسرے سے درکار عمل جاری رکھتے ہوئے اپنے ملک اور قوم کے لئے قانون سازی دیں گے۔ اچھے کام کریں گے تاکہ ہمیں یاد رکھا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم ہیں ہی اسی کام کے لئے اور ہم سے یہی توقع رکھی جاتی ہے میں جناب راجہ صاحب کا میں جناب سید اقبال حیدر کا اور دونوں طرف کے جملہ بھائیوں کا از حد مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ فضا قائم کی ۔ بڑی مہربانی۔ سید اقبال حیدر صاحب اس پر آپ فرما رہے تھے وائنڈ اپ کیجئے گا۔

سید اقبال حیدر ۔ جناب چیئرمین میں مختصراً عرض کروں گا۔ میں نے تو قانونی پہلو

پر ابھی روشنی ڈالی تھی کہ آئین اور رولز کے تحت ایسی کوئی قید نہیں ہے کہ ایک دن کے نوٹس پر اجلاس نہیں بلایا جا سکتا اور جبکہ آئین یا کسی رول کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوتی ہے اس لئے کسی قسم کے استحقاق کے مجروح ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مجھے یہ دکھ اور افسوس ضرور ہے کہ ہو سکتا ہے کہ بہت سے ساتھیوں کو زیادہ زحمت اٹھانا پڑی یا پہنچنے میں دقت اٹھانی پڑی، فوری طور پر، لیکن ایسے Joint Session اس سے پہلے بھی مجھے یاد پڑتا ہے کہ ۱۰ اپریل کو ۱۹۹۱ء کو جب Joint Session بلایا گیا تھا تو وہ بھی صرف ایک دن کے نوٹس پر ہی بلایا گیا تھا۔ ایسی کوئی نئی بات یا روایت ہم نے نہیں ڈالی جس سے کہ میرے معزز اراکین اس کے اوپر تنقید زیادہ کریں اور ہماری پوری خواہش تھی کہ زیادہ سے زیادہ اراکین آئیں اور جہاں تک ٹیلیگرام کے بھیجنے کا سوال ہے۔ سینٹ سیکرٹریٹ نے وہ ٹیلیگرام بھیجے ہیں، حکومت نے نہیں بھیجے ہیں۔ اس میں اگر کوئی خامی یا تاخیر ہوئی ہے یا انہیں مشکل پیش آئی ہے، ہو سکتا ہے کہ بہت تاخیر ہوئی ہو یا خامی رہ گئی ہو، جو وقت کی کمی کی بنا پر بھی ہو سکتی ہے due to reason beyond their control بھی ہو سکتی ہے، وہ ضرور ہوسکتی ہے لیکن وہ invitation notice نیشنل اسمبلی کے سیکرٹریٹ سے جاری ہوئے تھے، اس میں ہو سکتا ہے کہ تاخیر ہوئی ہو، اس میں حکومت نے کوئی دانستہ، قدم نہیں اٹھایا جس کا کہ یہ مقصد ہو کہ معزز اراکین اس مشترکہ اجلاس میں شرکت نہ کر سکیں، ایسا کوئی قدم ہم نے نہیں اٹھایا۔ اور نہ ہی یہ ہماری نیت تھی، short notice پر اجلاس کیوں بلایا گیا؟ اس کی دو بنیادی وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ ۲۸ تاریخ کو نیشنل اسمبلی کا session اختتام پذیر ہونے والا تھا اور نیشنل اسمبلی کے زیادہ تر اراکین موجود تھے، جن کی کل تعداد ۲۱۷ ہے، اور ان میں سے Budget Session کی بناء پر کافی بھاری تعداد میں اراکین موجود تھے۔ اور صرف سینٹ کے ۸۷ اراکین کو بلانا تھا، اس میں کم خرچ بالا نشین ہماری حکومت کی پالیسی ہے، تو ہم نے کہا کہ اگر اس وقت Joint Session بلاتے ہیں تو اس میں کم خرچہ ہو گا ایک بات، دوسری گزارش یہ تھی کہ کشمیر کمیٹی میں سینیٹرز کی عدم شمولیت کو ہم خود محسوس کر رہے تھے اور ہماری یہ خواہش تھی کہ کشمیر کمیٹی میں سینٹ کے اراکین بھی اور نیشنل اسمبلی کے اراکین بھی، دونوں مشترکہ طور پر اپنا لائحہ عمل پیش کریں اور صرف اس ایک نیک مقصد کے لیے اجلاس بلانا مقصود تھا۔ اس لیے اس میں short notice کی شکایت اراکین کو پیدا ہوئی۔ لیکن نیت یہ نہیں تھی قطعاً کہ خدانخواستہ ہم یہ چاہیں کہ اس میں سینیٹرز کی شرکت نہ ہو۔ قطعاً نہیں - یہ بالکل نہیں تھی۔ بلکہ یہ اجلاس بلایا ہی اس لیے گیا تھا کہ کشمیر کمیٹی میں بھی سینیٹرز کی شرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔ اگر سینیٹرز کو نظرانداز کرنا مقصود ہوتا تو ہم یہ اجلاس ہی نہ

بلاتے بلکہ بنیادی مقصد یہی تھا کہ سینیٹرز کی شمولیت کو ہم یقینی بنائیں اس میں۔ اور ایک ریزولیوشن جو کہ آئینی اور قانونی طور پر ضروری تھا وہ ریزولیوشن ایک صرف قانونی کارروائی کے تحت تھی اس پر کوئی اختلاف رائے نہیں۔ یہ کمیٹی Joint Committee صرف اور صرف Joint session میں ریزولیوشن پیش کرنے کے بعد ہی بنائی جا سکتی ہے صرف اس واحد فریضے کے لیے جیسا کہ order of the day پر بھی لکھا تھا صرف اس واحد فریضہ کے لیے Joint session بلایا گیا تھا تاکہ قانون کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں تھا۔ اگر کوئی ہم نے سیاست کرنی ہوتی، کوئی متنازعہ issue اٹھانا ہوتا اورکسی ایسے issue کو ہم نے اٹھانا ہوتا جس میں ڈویژن ہوتی، جس میں ووٹوں کا سوال پیدا ہوتا تب تو میرے معزز اراکین ہماری نیت پر شک کرنے میں حق بجانب ہوتے کہ انہیں ان کے حق رائے دہی سے محروم رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن ایسے موقع پر جو کہ غیرمتنازعہ تھا اور صرف ایک ریزولیوشن پاس ہونا تھا جس میں کوئی دو رائے بھی نہیں تھی اس کمیٹی میں سینیٹرز کی شمولیت کو یقینی بنانا تھا اس میں میرے معزز اراکین جو شک و شبہ کا اظہار کر رہے ہیں وہ بے بنیاد ہے اس میں حقیقت بالکل نہیں ہے۔ اور تو اور سر ان میں کچھ اراکین تو مجھے خود ملے تھے ایک معزز رکن جو کہ اس تحریک کے محرک ہیں انہیں میں نے ذاتی طور پر کہا تھا (معزز رکن بلوچستان کے حافظ حسین احمد صاحب ہیں) کہ جناب کل یہ Joint Session ہو رہا ہے مجھے یہیں اس بلڈنگ میں ان سے شرف ملاقات حاصل ہوا تھا۔ تو اسی وقت شام کو ۔ وہ تو موجود ہی یہیں تھے تو انہیں تو کسی قسم کی دقت اور زحمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جبکہ وہ اسلام آباد میں نہیں بلکہ اس ایوان کی بلڈنگ میں موجود تھے۔ تو اس میں انہیں تو ہم نے محروم نہیں کیا بلکہ میں نے خود ذاتی طور پر بالمشافہ انہیں بتایا کہ جناب کل Joint session ہو رہا ہے۔ گو چند اراکین نہیں آ سکے جس کا کہ مجھے افسوس ہے۔ کہ وہ اس اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ لیکن نیت یا مطمع نظر قطعاً یہ نہیں تھا کہ ان کو ہم اجلاس میں شامل نہ ہونے دیں۔ یہ شک و شبہ بے بنیاد ہے کیونکہ کسی قانون کی یا آئین کی یا رول کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی اس لیے استحقاق کی تحریک جو ہے وہ آئین اور قانون کے مطابق اور Privilege Motion کی جو ضروریات ہیں ان کو پورا نہیں کرتی ہے اس لیے میں کہوں گا کہ رول ۶۲ کے تحت اس Privilege Motion کو مسترد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تشریف رکھیں جناب، شکریہ جی۔ جی جناب حافظ حسین احمد صاحب on point of order۔

حافظ حسین احمد - جناب گزارش یہ ہے کہ جو کچھ حقائق محترم وزیر قانون و پارلیمانی امور نے فرمائے اس کے بارے میں میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ۱۰ اپریل کو جب یہ اجلاس ہوا تھا اس میں سینٹ بھی in session تھا اور قومی اسمبلی بھی دونوں اجلاس جاری تھے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دونوں ایوانوں کے اجلاس جاری تھے۔ اب محترم وزیر صاحب نیت کی بات کر رہے ہیں، ہم عمل کی بات کر رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ جناب کشمیر کمیٹی کے لیے آج تک کشمیر کمیٹی نہیں بن سکی۔ اور جس کے لیے یہ بھی عجیب بات ہے اس سے بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے کہ جی کوئی ایسا غیر متنازعہ مسئلہ نہیں تھا اس لیے سینیٹروں کی حاضری ضروری نہیں تھی اور چونکہ قومی اسمبلی کے ارکان یہاں موجود تھے اور کم خرچ بالا نشیں۔ یہ بھی ان کی کم خرچ بالا نشیں کی دلیل تھی کہ سینیٹروں کو اطلاع نہ ہو تاکہ وہ نہ آ سکیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اقبال حیدر صاحب جو ہیں ہر وقت بعد از مرگ واویلا نہ کریں۔ ابھی کچھ دیر پہلے جو کچھ ہوا اس میں بھی یہی کچھ ہوا۔ ہم دست بستہ یہی گزارش کرتے رہے لیکن پتہ نہیں یہاں ریت کیا بن گئی ہے کہ جوتے بھی کھانے اور پیاز بھی کھانے۔ بعد میں جو کچھ کرنا ہے وہ پہلے ہی کرنا چاہیئے تھا۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی سید اشتیاق اظہر۔

سید اشتیاق اظہر - ہم لوگ یعنی۔ میں آفتاب شیخ اور نسرین جلیل صاحبہ جیل میں تھے۔ نہ وہاں ریڈیو تھا نہ وہاں ٹیلی ویژن تھا۔ یہ جو کہتے ہیں کہ کافی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے بات کرلی۔ میں جواب دوں گا۔ جی آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا - شکریہ جناب چیئرمین۔ میں نے اقبال حیدر کے دلائل بڑے غور سے سنے۔ انہوں نے تقریباً تمام دلیلیں حقائق کے خلاف دیں۔ میرے پاس ٹیلی گرام موجود ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سینٹ سیکرٹریٹ کو تو رات تک بھی معلوم نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے کیا نہیں ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ آپ تو عرض کر چکے ہیں۔

سید محمد فضل آغا - میں عرض کر رہا ہوں کہ ریکارڈ کو درست کرنے کے لئے

ضروری ہے۔ یہ ٹیلی گرام نیشنل اسمبلی سے issue ہوا۔ سینیٹ سیکرٹریٹ سے نہیں ہوا۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک دن کا نوٹس کافی ہے۔ ایک دن کا مطلب چوبیس گھنٹے ہوتا ہے۔ ہمیں بارہ گھنٹے کا نوٹس نہیں ملا۔ ٹیلی گرام 28 تاریخ کو مجھے تین بجے ملا ہے اور رات کو ساڑھے نو بجے انہوں نے ٹی وی پر اعلان کیا ہے۔ ایک اور گزارش کرتا جاؤں کہ انہوں نے کہا کہ رولز کے مطابق اگر ریڈیو میں اعلان کر دیا جائے تو اس کو نوٹس تصور کیا جائے۔ اس وقت بھی بات یہی تھی کہ ریڈیو میں اعلان کرنے کے بعد بھی یہ common sense ہونی چاہیئے کہ بھئی یہ ریڈیو میں اعلان ہو گیا ہے۔ اب ممبر صاحب کے پاس بارہ گھنٹے، چودہ گھنٹے، اٹھارہ گھنٹے، بیس گھنٹے، چوبیس گھنٹے، چھتیس گھنٹے کا نوٹس ہونا چاہئیے۔ وہ یہاں تک آنے میں کامیاب ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔ آپ اگر اجلاس شروع ہونے سے دو گھنٹے یا چار گھنٹے پہلے بھی ریڈیو میں اعلان کر دیں تو میں نہیں سمجھتا ہوں کہ rules کی requirement پوری ہوئی۔ یہ کہنا بھی درست نہیں ہے اور یہاں تک Rules of Privileges کو انہوں نے refer کیا ہے۔ انہوں نے اس کو بڑے خوبصورت انداز سے skip کیا۔ آپ اگر اس کو go through کریں تو ہماری پریویلج موشن ----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے ان کو فلور دیا ہے۔

سید محمد فضل آغا۔ شفقت صاحب آپ بعد میں فرما لیں جو کہنا ہے۔ مجھے بات مکمل کرنے دیں۔ rules of privileges کے مطابق یہ بالکل صحیح ہے ہمیں اس ہاؤس کی کارروائی joint session کی کارروائی سے روکا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں سینیٹ کی intervention کی ضرورت ہے consultation کی ضرورت ہے۔ rules کے مطابق یہ بالکل ٹھیک موشن ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تشریف رکھیں آپ۔ جی جناب شفقت محمود صاحب

جناب شفقت محمود۔ جناب میں تو صرف اتنا عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ جناب فضل آغا صاحب نے پھر وہ تھوڑی سی بات کی جس سے شاید کوئی غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اردو میں کہتے ہیں "عام فہم"۔ انگریزی کا لفظ ہے جس کا اردو ترجمہ ہے "عام فہم"۔ اگر میں "عام فہم" لفظ کہوں تو آپ کو برا نہیں لگے گا۔ تشریف رکھیں جی، ہاں چھوڑیں اس بات کو۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is a special sense which is a very rear thing and is not found in common people.

Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Point of order.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اب میرا خیال ہے اس مسئلے کو چھوڑ دیں گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میں اس بارے میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں جناب والا اصول تو یہ ہے کہ ایک privilege motion move ہوتا ہے اس کے بعد admissibility پہ بات ہوتی ہے۔ ایک منسٹر oppose کرتا ہے اور پھر وہ اپنے arguments دیتا ہے۔ پھر یہ دوبارہ repeat کرتا -----

Mr. Deputy Chairman: You are right, I do agree with you. So the movers and Law Minister have been heard at length on this motion which is before us. I think, it was not humanly possible for the movers or the Senators to attend the Joint Session on such a short notice. There should have been a reasonable notice requiring the Senators to attend the Joint Session on time. Specially the Senators from Baluchistan and farflung areas of the province.
وہ وقت پر نہیں پہنچ سکتے تھے۔۔بہت short notice تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ جہاز وہاں سے 11.35 پر چلتا ہے اور یہاں پہنچتا ہے 1.30 بجے

It was not possible for anybody to attend the Session on that date. The notice is, therefore, prima facie, in order and is referred to the Privileges Committee. Now, we come to the next item. Adjournment Motion, Dr. Abdul Hai.

ADJOURNMENT MOTIONS

i) RE: THE LOSS OF HUMAN LIVES IN DHODAHK OIL AND GAS FIELDS

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب میں آپ کی توجہ پھر اس اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ڈھوڈک آئل اور گیس فیلڈ کا جو مسئلہ ہے وہاں انسانی جانوں کا مسئلہ ہے۔

ادھر ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور بلوچستان کے عوام اور پورے ملک کے عوام میں اس پر تشویش پائی جاتی ہے۔ اور وزیر موصوف صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔ آپ اگر اس پر تھوڑی سی توجہ فرمائیں۔ یہ معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ اور وہاں پورے علاقے کی عوام میں پریشانی پائی جاتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک جمہوری حکومت کے شایان شان یہ بات نہیں ہے کہ وہ طاقت کو عوام کے خلاف استعمال کرے۔ یہ ایک آسان مسئلہ ہے۔ ان کے مطالبات پہلے بھی تسلیم کئے گئے ہیں۔ منظور گچکی صاحب، سعید قادر صاحب نے بھی میرے ساتھ اس مسئلہ کو اٹھایا ہے۔ یہ انسانی جانوں کا مسئلہ ہے۔ عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ اس لئے آپ حکم دیں تو اس پر بحث ہو سکتی ہے۔ متعلقہ وزیر صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ وہ ایوان کو اعتماد میں لے سکتے ہیں۔ تاکہ یہ پریشانی دور ہو۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ ایک وقت میں ایک صاحب بات کریں تو بہتر ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ یہ جو forces استعمال ہو رہی ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ وہاں موجود ہیں۔ یہ تشویش کی بات ہے۔ جناب والا! ویسے تو ہم کہتے ہیں کہ آئل ہمارے ملک کی ضرورت ہے۔ گیس اور آئل کی exploration ہر حال میں ہونی چاہئیے تو جب ہم اس کی exploration کی بات کرتے ہیں تو اس میں کون سی بات مانع ہے کہ اس علاقہ کے لئے وہاں کے عوام کو چھوٹی چھوٹی ملازمتیں نہ دی جائیں۔ جناب والا! وہاں کے عوام کو ملازمتیں ملنی چاہئیں۔ ان کو روزگار کی سہولتیں ملنی چاہئیں۔ ان کو بجلی، پانی اور سڑکوں کی سہولت ملنی چاہئیں۔ تعلیم کی سہولتیں ملنی چاہئیں۔ سارے قومی اخبارات نے اس کو اہمیت دی ہے۔ مہربانی کرکے آپ بھی اس کو اہمیت دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ تشریف رکھیں۔ جنرل صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر۔ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ میری اس issue پر ایک adjournment motion ہے۔ آپ مہربانی کرکے اس کو out of turn لے لیں۔ آپ کے پاس ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہ تو آج دی ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ میری بھی اس پر adjournment motion ہے۔ میں اسے پڑھے دیتاہوں۔ آپ اسے out of turn لے لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یقیناً یہ بہت اہم ہے۔ جیسے آپ سب حضرات نے فرمایا ہے۔ ہاؤس کا sense بھی غالباً کچھ ایسا ہی ہے۔ اس کو کل لے لیں گے اور out of turn لے لیں گے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اس پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ کل اس کو out of turn لے لیں گے۔

میجر جنرل(ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ یہ کس کے بارے میں ہے

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہ ڈھوڈک آئل فیلڈ کے بارے میں ہے۔ Notice has also been received by us.

Lt. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I can make a statement.

Mr. Deputy Chairman: Do you want to make a statement?

Lt. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I can, because I have just been in touch with those people.

Mr. Deputy Chairman: Please make a statement if you want. That is good.

جناب منظور احمد گچکی۔ میں اسے پڑھے دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ان کو سن لیتے ہیں۔جی جنرل صاحب۔

Lt. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: I have been in touchwith all of them with the Minister Petroleum, with Secretary Petroleum, ChairmanOGDC and the Commissioner Dera Ghazi Khan. There is some problems but thatis not of recent occurrence. That has been going on for some

time but....

Mr. Deputy Chairman: They were referring to the papers of today.

Lt. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: There has been no clash. There is no army there in that area at all. What I did was this morning, I will request that there was some law and order problems coming about. So, I alerted Frontier Corps from N.W.F.P. Scouts to move one wing to that area and that will be moving and there had been no clash between the army and the locals. The army is not in that area at all.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ منظور احمد گچگی صاحب

جناب منظور احمد گچگی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ آرمی نے move کیا ہے ۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہاں پر FC move کر گئی ہے بلکہ FC وہاں پر تین چار ماہ سے موجود ہے ۔دوسری بات یہ ہے کہ FC move کر گئی اور FC صوبائی حکومت کی منظوری یا وہاں کے District Magistrate کی منظوری کے بغیر move کر ہی نہیں سکتی ۔ FC کے rules اور قواعد کے مطابق جب تک مجسٹریٹ FC کو order نہ دے ' اس وقت وہ move نہیں کر سکتی ۔ میرے پاس ۱۹۵۹ کا آرڈیننس Ordinance ہے ۔اس کے علاوہ ۱۹۶۱ کا آرڈیننس Ordinance ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی صوبائی حکومت نے اس کی request نہیں کی ہے اور جب request نہیں کی ہے تو FC وہاں پر کیسے موجود ہے اور کیوں وہاں پر confrontation کی فضا پائی جاتی ہے۔جناب والا! میں اس کو بہت ہی اہم مسئلہ سمجھتا ہوں۔ اس لئے اگر آپ مجھے اس کی اجازت دے دیں تو میں اسے پڑھ دیتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ دیکھیں بات تو وہی ہے جو آپ نے کہہ لی ہے ۔

Lt. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, he seeks some clarification. There is a confusion about FC. It also been Frontier Constablary which is semi-police and there is Frontier Corp which is then off set by the army element. What has moved there that Frontier Constablary which is part of the Police Force. That is there in existence but even there have been no clash.

Mr. Manzoor Ahmed Gichki: Is FC not a part of Frontier Corps?

[At htis stage the Chair was vacated by the deputy Chairman which was occupied the Presiding Officer (Syed Masood Kausar)]

جناب منظور احمد گچکی۔ ایک تو بارڈر پولیس ہوتا ہے ۔ ایک جو ہے ایف سی ہوتا ہے ۔ ایف سی جو ہے وہ الگ چیز ہے ۔ ایف سی کا جو ہے وہ آرمڈ فورسز سے آتے ہیں ۔ اور بارڈر پولیس کے جو ہیں وہ آرمڈ فورسز سے نہیں آتے ۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ فرنٹیئرکانسٹیبلری کو بارڈر کہتے ہیں اور اس کے آفیسرز پولیس کے ہوتے ہیں ۔ وہی میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ وہاں پر فرنٹیئر کانسٹیبلری کو عام لوگ بارڈر کہتے ہیں ۔

جناب منظور احمد گچکی۔اجازت دیں گے کہ میں اس کو Move کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ گچکی صاحب میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے بھی چیئرمین صاحب نے آپ سے کہا ہے یہی جو ایڈجرنمنٹ موشن ہے کل اس کو آؤٹ آف ٹرن لے لیں گے ۔ اور اس دوران میں اور بھی کچھ انفارمیشن جنرل صاحب collect کر سکیں۔

جناب منظور احمد گچکی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں گزارش کرتا ہوں۔ میری عرض سنیں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ کو کافی سن لیا ہے اس لیے میں عرض کر رہا ہوں اس سلسلے میں اور بھی ایڈجرنمنٹ موشنز ہیں اور کچھ اور ساتھیوں نے بھی اس پر بات کرنی ہے اس لیے ان سب کو club کرکے کل out of trun لے لیں گے ۔ اس کی اہمیت اس سے واضح ہے ۔

جناب منظور احمد گچکی۔ آپ کی روانگ بجا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ جو کر رہے ہیں میں وہی کروں گا ۔ لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت وہاں چاروں طرف سے clash ہو جاتا ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ گچکی صاحب ہمیں اس معاملے کی اہمیت کا احساس ہے۔ اور سب ممبران صاحبان نے اسی لیے ایڈجرنمنٹ موشنز دیئے ہیں ۔ اور ایڈجرنمنٹ موشن کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ آپ اسمبلی کی کارروائی کو روکیں اور ایک اہم قومی مسئلے پر یا مفاد عامہ کے مسئلے پر بحث کریں۔ اور اسی لیے میرے پیش رو نے مجھ سے پہلے یہ بات کہہ دی تھی۔ کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ کل out of turn لے لیں گے ۔ ہم تمام دوستوں کو یقین دلاتے ہیں کہ اس پر جتنی بھی ضرورت ہوگی اتنی بحث ہوگی ۔ اور ہم جنرل صاحب سے بھی درخواست کریں گے کہ اس سلسلے میں حکومت پوری انفارمیشن جو ہے وہ lay کرے۔ کیونکہ مقصد یہ ہے کہ یہ سنجیدہ مسئلہ ہے اور اسے حکومت بھی سنجیدگی سے لے گی ۔ جیسے آپ نے سنجیدگی سے لیا ہے ۔ کچھ اور ممبران صاحبان نے ایڈجرنمنٹ موشنز موو کیے ہیں ۔ تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں۔ اور انشاء اللہ اسے کل out of turn لیا جائے گا۔

ڈاکٹر عبدالحئی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اس میں ایک عرض کروں گا۔ اس سارے مسئلے میں وزیر داخلہ صاحب نے ایک statement بھی دیا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب میں ایک عرض کرنا چاہوں گا میں نے گچکی صاحب کو بھی بحث مکمل اس لیے نہیں کرنے دی ۔ کہ اس میں کچھ اور بھی دوست ہیں جنہوں نے ایڈجرنمنٹ موشنز دی ہوئی ہیں ۔ تو پھر ان کو بھی مجھے یہ موقع دینا پڑے گا ۔ ابھی نو بجے ہیں اور مجھے پتہ نہیں کہ کل صبح کو اجلاس ہوگا یا شام کو اجلاس ہوگا ۔ شام کو بھی ہوا تو اس ایڈجرنمنٹ موشن کو ہم انتہائی اہمیت دیتے ہیں ۔ اور انشاء اللہ اس کو کل ضرور لیا جائے گا۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میں اس پر صرف ایک گزارش کروں ۔ صرف وزیر داخلہ صاحب اس معزز ایوان کو یہ یقین دلائیں ۔ کہ وہ عوام کے خلاف طاقت استعمال نہیں کریں گے ۔ بس ۔ اور گفت و شنید سے اس مسئلے کو حل کریں گے ۔ بس اتنی بات ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو آپ نے ایسی بات کی کہ کوئی حکومت بھی ایسی کوشش نہیں کرے گی کہ حالات خراب ہوں بلکہ کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ حالات سنبھل جائیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں اس قسم کی کسی یقین دہانی کی ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ پیش از وقت کوئی commitment نہیں کی جا سکتی ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہمیں پورے حالات کا علم نہیں ہے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے ۔ تو کل تک انشاء اللہ کوئی ایسی بات

نہیں ہو گی ۔ جی شفقت صاحب

جناب شفقت محمود۔ میں اس بحث کو لمبا نہیں کرنا چاہتا کیونکہ آپ نے کہا ہے کہ کل یہ آ رہا ہے ۔ میں ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا یہ بھی جو طریقہ ہے کہ ذرا سی کسی بات پر ناراض ہوئے تو سڑکیں بند کر دیں۔ سب کچھ بند کر دیا نظم و نسق خراب کر دیا۔ مجھے بھی ڈھوڈک کا کچھ انداز ہے میں وہاں پر رہا ہوں ۔ تو یہ بھی کوئی اتنی اچھی روایت نہیں ہے ۔ کوشش کی جائے کہ یہ جو روایت ہے سڑکیں بند کر دی جائیں ۔ یہ بھی ٹھیک نہیں ہے ۔

Mr. Presiding Officer: What is the next item. It is an adjournment motion by Dr. Muhammad Rehan Sahib.

Dr. Muhammad Rehan: From myself and Senator Ilyas Bilour as well. They are not clubbed together.

Mr. Presiding Officer: Yes, probably it is a similar adjournment motion by Ilyas Bilour Senator. One is 75 and other is 82. So, first one is 75 and probably yours and obviously Mr. Bilour's is 82.

Dr. Muhammad Rehan: Yes, this is correct. May I read it, Sir.

Mr. Presiding Officer: Yes Please.

ii) RE: THE ALLEGED MILITARISATION OF CANTONMENT BOARD

Dr. Muhammad Rehan: Sir, the daily "Pakistan Observer", Islamabad in its issue of 7th May, 1994 has published a news regarding the Militarisation of Cantonment Boards which has alarmed the democracy loving citizens of the country, as this step is retrogressive and people have the genuine fears that all hopes of marching to the 21st century in an enlightened and progressive manner will be dashed to the ground and darkness will shroud the country.

Mr. Presiding Officer: Would you like to make a brief

statement of....

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا ! میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ دوسرا بھی پڑھ لیں ۔ تو بہتر رہے گا۔

Mr. Presiding Officer: Since there is a similar motion by Ilyas Bilour Sahib, so I would request Ilyas Bilour Sahib to move that adjournment motion also.

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: Thank you very much, Mr. Chairman.

This House may be adjourned in order to discuss a matter of urgent and vital issue regarding proposal of the Chief of the Army Staff to place Military Lands and Cantt: Department under GHQ. It has also been proposed to appoint a serving Major General as head of the Department, which has adverse implications.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب پریزائیڈ نگ آفیسر۔ جناب ریحان صاحب مختصر بیان فرمائیں ۔

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا ! جیسا کہ آپ کو علم ہے ہمارے ملک میں اور جو پڑوسی ما لک ہیں اور برطانوی نوآبادیات رہے ہیں ۔ وہاں پر Cantonment قائم ہیں جہاں پرانگریز نے آکر وہاں چھاؤنیاں قائم کیں وہاں پر انگریزوں کی فوجیں ہوتی تھیں اور ساتھ ساتھ ان کی رہائش گاہیں بھی ۔ پھر اس کے بعد 1924 کا ایکٹ نافذ کیا ۔ 1927 میں اس میںکچھ ترامیم کی گئیں ۔ جناب والا ! پاکستان میں Cantonment میں آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ پچاس ہزار افراد کے قریب ہے جہاں پر یہ کنٹونمنٹ بورڈز 1967 میں جی ایچ کیو کے حوالے کئے گئے ۔ لیکن وہ تجربہ ناکام رہا اور 73 میں واپس دیا گیا۔ جناب والا ! اس کے بعد 1992، میں اس قسم کی ایک تجویز پیش کی گئی کہ .G.H.Q کے under آجائیں۔ اور پھر ایک high powered committee میں یہ discuss کیا گیا اور وہاں پر نیوی ایئر فورس ، پاکستان آرڈیننس فیکٹریز ، اور اس قسم کے اداروں کی طرف سے اس کی مخالفت کی ۔ اور نہ صرف یہ بلکہ Cantonments میں جو elected لوگ تھے انہوں نے بھی بھرپور اس کی مخالفت

کی کیونکہ یہ ڈیموکریسی کا زمانہ ہے ۔اور یہ قدم ایک قسم کا retrogressive step تھا۔ اور جمہوریت کے خلاف تھا ۔ جناب والا ! ان Cantonments میں جو civilian لوگ رہتے ہیں۔ وہاں پر وہ صوبائی اسمبلی کے ممبروں کو بھی منتخب کرتے ہیں۔ وہاں قوانین کچھ اس طرح ہیں کہ ان کا عمل دخل نہیں چلتا ۔ اور وہ ان کی کوئی خدمت نہیں کرسکتے ہیں۔ یہ بڑی عجیب صورتحال ہے ۔ بجائے اس کے جناب یہ ایک قدم اٹھایا جاتا۔ جیسے ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں اٹھایا گیا اس کو کسی حد تک democratize کیا گیا ہے تو جناب اس قسم کا قدم اٹھانا کہ اس کو مکمل جی ایچ کیو کے under لایا جائے جناب والا ہماری فوج جس کا ہمیں بہت احترام ہے۔ ہم ان کی قدر کرتے ہیں لیکن یہ اپنی جگہ ایک بات ہے جہاں تک ان کی ایڈمنسٹریشن کا تعلق ہے فوج جو ہے وہ Cantonment میں tenants ہوتے ہیں یا ایک قسم کے users ہیں tenants اور user کو کبھی بھی یہ حق نہیں دیا جاتا۔ دنیا کے کسی قانون میں نہیں کہ وہ اتھارٹی بن جائے جناب والا ڈیفنس منسٹری کے ساتھ Militry Land and Cantonments کے ساتھ جو ڈویژن ہے یا ڈیپارٹمنٹ ہے جناب والا اس میں باقاعدہ qualified لوگ ہوتے ہیں جو کہ administration کو قانون کو اور financial matter کو بخوبی سمجھتے ہیں اوراس کےمطابق وہ فیصلہ کرتے رہتے ہیں ایسے بھی جو Cantonment کے اندر اگر فوج کا کوئی ایسامعاملہ آ جاتاہے تو وہاں پر فوج کی باقاعدہ نمائندگی موجود ہوتی ہے اسٹیشن کمانڈر جو ہے ہر Cantonment کا وہ چیئرمین ہوتا ہے Cantonment Board کا اور وہ بڑے اچھے طریقے سے بڑے احسن طریقے سے فوجی مفادات کی حفاظت کر سکتاہے ۔

جناب والا اس قسم کی تجویز جو ہم نے سنی ہے اس سے Cantonment میں رہنے والے لوگوں میں خوف پایا جاتاہے ۔ آج وہ اپنے حقوق کےلئے عدالت عالیہ اور دوسری اعلی عدالتوں میں جاسکتے ہیں لیکن اگر یہ جی ایچ کیو کے under آ گئے تو وہ پھر------ جناب والا آپ خود وکالت کے پیشے سے تعلق رکھتے ہیں خدا کے فضل سے ایک اچھے وکیل ہیں اور یہاں پر ہمارے ساتھی ہیں وہ بھی تو میں سمجھتا ہوں کہ اپنے تھوڑے سے General Knowledge کی بناپرمیں یہ کہہ سکتا ہوں اس میں بڑی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی اور وہ لوگ میں نے عرض کیا کہ ایک کروڑ بیس لاکھ لوگ جو ہیں وہ ایک طریقے سے اپنے بنیادی حقوق سے بھی محروم ہو جائیں گے جناب والا اس بنیاد پر میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم قومی مسئلہ ہے اور آج کل زیر غور ہے اس پر یہ قوم کی قسمت کافیصلہ ہو گا اس سے اور بجائے اس کے کہ ہم آگے کی طرف بڑھیں اگرایسا قدم اٹھایا گیا تو یہ ڈیموکریسی کے خلاف ہو گا اور یہ چونکہ ایک Specific معاملہ ہے یہ

گزشتہ تین چار مہینوں سے جیسے شواہد موجود ہیں نیشنل اسمبلی میں بھی یا سینٹ میں discuss بھی نہیں کیا گیا ہے اور recent Occurence کا ہے کیونکہ ابھی تجویز زیر غور ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان اپنی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کرے ۔شکریہ جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔میں یہ سمجھتا ہوں ریحان صاحب کہ آپ نے کافی تفصیل سے باتیں کیں آپ اگر کوئی briefly بیان کرنا چاہیں چونکہ اگر منسٹر صاحب کوئی statement دیں تو ممکن ہے کہ بہت سے ایسے خدشات یا شکوک رفع ہو جائیں تو میرے خیال میں وہ بھی یہی کہتے ہیں

Mr. Ilyas Ahmed Bilor.if you allow me Sir .

Mr. Presiding Officer. I will certainly allow you if you can make a brief statement.

Mr.Ilyas Ahmed Bilor: I will not go in more details Sir.

لیکن میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۷۳ سے یہ محکمہ منسٹری آف ڈیفنس کے under چلا آ رہا ہے ۔اور جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا ۷۶ میں یہ محکمہ جی ایچ کیو کے under گیا اور ۷۳ میں یہ محکمہ دوبارہ منسٹری آف ڈیفنس کے پاس آیا۔

I am just talking briefly to you. In 1991 ,The proposal was again made by the Chief of the Army Staff to bring this department again under the GHQ .

تو اس کے لئے جناب بڑی detailed meetings ہوئیں اور اس میں بہت بڑی کمیٹی بنی جس میں GHQ Air Headquarter, Joint Chief of Staff کے لوگ اور کیبنٹ ڈویژن کے لوگ ' منسٹری آف لاء اینڈ جسٹس ڈویژن کے لوگ ' Management Services ڈویژن کے لوگوں نے اور ملٹری فنانس کے لوگوں نے میٹنگ کی اور ان کا ۱۷ فروری ۱۹۹۳ کو ہوا جو میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے اس میٹنگ کا جو decision تھا۔

"All Defence lands inside and outside the Cantonment belongs to the Federal Government. The Armed Forces are mere user. These lands should be managed by the independent national and specialised trained agents of the Government.

جناب یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۹۳-۲-۱۷ کو یہ decision ہوا اور اس میں بڑی تفصیل

سے انہوں نے یہ discuss کیا کہ یہ ایک ایسا تحفہ ہے کہ totally Cantonment lands جو ہیں
that are government lands۔ وہ منسٹری آف ڈیفنس کی ہیں اور اس میں contonments میں
ویسے بھی آپ کو بھی علم ہے Sir ' آپ جانتے ہیں جیسا کہ ہم بھی جانتے ہیں' آپ ماشاء اللہ
بیرسٹر ہیں۔ آپ کو علم ہے' کوئی زمین نہ purchase کر سکتا ہے نہ بیچ سکتا ہے' نہ lease out
کر سکتا ہے without the NOC of the GHQ. Already they have a hold even over the
elected people جیسا کہ آپ کو علم ہے۔ Sir سٹیشن کمانڈر Chairman of the Cantonment
Board ہوتا ہے اورجو elected representatives ہوتے ہیں وہ میرا خیال ہے' ڈپٹی چیئرمین یا
something like thatہوتے ہیں۔۔۔ اور ممبرز ہوتے ہیں Executive Officer Sir جو ہوتا ہے
گورنمنٹ کا ہوتا ہے ۔ وہ سیکریٹری ہوتا ہے ۔ اور ہر جگہ پر آرمی کے لوگوں کی majority
اس Cantonment Board کی constitution میں ہوتی ہے ۔ ہر جگہ پر۔ تو جب یہ سارا کچھ
موجود ہے ۔ تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ پھر اس کو دوبارہ لینے کی کوئی ضرورت ہے۔

میں اس سلسلے میں گزارش یہ کروں گا کہ sir یہ بالکل جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ
آئین کے بھی خلاف ہے اور دوسرا sir آپ اس کو اگر دیکھیں ۱۹۷۳ کے آئین میں جو ایم ایل
این گروپ ہے that was duly constituted under the provision of the 1973
Constitution vide Establishment Division No. 9275ARC dated 11th May, 1975.
اگر ایسا ہوا تو اس ڈیپارٹمنٹ کے جو لوگ ہیں یہ completely deprive ہو جائیں گے۔ یہ ۱۰' ۱۸
گریڈ یہ کسی وقت جا کر ڈائریکٹر جنرل بنتے ہیں' ڈائریکٹر بنتے ہیں۔ تو ان کو بھی بالکل deprive
کر دیا جائے گا۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی ایک realistic سی بات ہے۔ اس میں آپ ۷۱
totally جو cantonments میں جو آفیسرز ہیں they are only 71 throughout in the
country تو وہ ۷۱ آفیسرز وہ آفیسرز ہیں Sir جو آپ کی سول سروس سے select ہو کر
کنٹونمنٹ میں جاتے ہیں اور اگرکوئی slowly ۲۱ گریڈ میں جب جاتا ہےتو وہ ڈائریکٹر بنتا ہے۔ تو
میں نہیں سمجھتا Sir کہ اس میں آرمی کو کوئی ایسی تکلیف ہونی چاہیئے' کوئی ایسی بات بھیونی
چاہیئے ۔ کہ ان کو اپنے under لیں چاہیئے کیونکہ already جو سٹیشن کمانڈر ہوتا ہے وہ وہاں کرنل
ہوتا ہے and he is the Chairman of the Cantonment. اس کو discuss تو ڈاکٹر صاحب
نے بھی کر لیا اور میں نے بھی کر لیا لیکن میں یہ درخواست سرکاری بنچوں سے کروں گا اور
اپنے وزراء حضرات سے بھی کروں گا کہ یہ اس طریقے سے ۹۱ء میں جو proposal ہوئی تھی اور جو
کمیٹی بیٹھی تھی اور اس کو thoroughly check کیا تھا ۔ اس کی recommendations جو ۹۳۔۲

۹۲-۲-۱۷ کو ہوئی ہیں اگر اس کو یہ follow کریں بلکہ turn down کریں تو

it would be much better for the country, for the people of the areas and the people living in the Cantonments. You are also living in the Cantonment Mr. Chairman. So that is why you will also be deprived of your votes and all those things.

میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ as it is رہنا چاہئے اور سرکاری بنچوں کے وزراء حضرات کو بھی کہتا ہوں کہ یہ کوئی میرا ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ ان صاحبان کو بھی چاہئیے کہ اس چیز پر غور کریں اور سوچیں۔ شکریہ جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ جناب چیئرمین۔ اصل میں بنیادی طور پر ڈاکٹر ریحان صاحب نے بھی جو کوائف بیان کئے ہیں وہ ماسوائے ایک دو جگہ پر جہاں پر ۱۹۷۴ء میں بنیادی طور پر اس لینڈ کو اور کنٹونمنٹ کو ڈیفنس منسٹری کے ماتحت کر دیا گیا تھا وہ انہوں نے پتہ نہیں جان بوجھ کر omit کیا ہے اور بلور صاحب کا میں مشکور ہوں کہ اس چیز کو انہوں نے اس میں شامل کر لیا۔ بنیادی طور پر یہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اس میں اسے ڈیفنس منسٹری کے ماتحت لایا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ۱۹۲۴ کے ایکٹ کے تحت ۱۹۲۷ میں یہ لوکل گورنمنٹ بنی تھی۔ اب بنیادی طور پر Cantonments میں جو lands ہیں یا وہاں کے رہائشی ہیں وہ سارے کے سارے Military personnals نہیں۔ سول آبادی بھی ہے۔ ساتھ ساتھ بنیادی طور پر یہ فیصلہ ہوا تھا اور ایکٹ بنا تھا اس کا ایک ہی مقصد تھا کہ آرمی کا جو اپنا خاص دفاعی رول ہے وہی رہے۔ بلکہ ایڈمنسٹریٹو رول اس کا بالکل نہیں ہونا چاہئیے۔ یہ بات درست ہے۔ اب اس کے بعد ۱۹۹۱ میں پہلی دفعہ دوبارہ یہ move ہوا۔ پہلے ۱۹۶۶ والا ۱۹۷۴ کو reverse کیا، پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے اور ڈیفنس منسٹری کے ماتحت لے آئے۔ اب دوبارہ ۱۹۹۱ میں جب میاں نواز شریف برسراقتدار آئے تو پھر چیف آف آرمی سٹاف نے یہ move کیا کہ یہ مسئلہ کوارٹر ماسٹر جنرل کے ماتحت لایا جائے۔ اور اس طریقہ کار سے اس نے ایک سمری بھیجی جس پہ ایک کمیٹی مقرر کی گئی اور باقاعدہ طور پر اس کمیٹی میں بہت ساری منسٹریز شامل تھیں۔ پروڈکشن منسٹری، ڈیفنس منسٹری اور بھی بہت ساری تھیں۔ اس طریقہ کار سے جب اس کا فیصلہ ہوا تو آخر میں یہ طے ہوا کہ یہ بات as such, it should be continued. It is in the interest of our nation کہ آرمی کا جو دفاعی رول ہے وہ قائم رکھے۔ اور اس سے local elected representatives اور دوسری جو آبادی

ہے وہ متاثر ہو گی۔ پھر زمین کا مسئلہ بھی متنازعہ فیہ ہو جائے گا۔ پندرہ اپریل ۱۹۹۴ ڈ پیٹ آف آرمی سٹاف نے سمری دوبارہ move کی کہ اس کو کوارٹر ماسٹر جنرل کی بجائے ڈائریکٹر جنرل ملٹری لینڈ اینڈ کنٹونمنٹ کے ماتحت مقرر کر دیا جائے ۔ اس کی یہ تجویز تھی جو ڈیفینس منسٹر کو بھیجی گئی اور ۴ مئی ۱۹۹۴ کو ہماری ڈیفینس منسٹری نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ تجویز نامناسب ہے۔ اب بات سمجھنے کی ہے کیونکہ اس کی final disposal اب چاہئے تھی اور باقاعدہ ایکطریقہ کارہے ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اس کو باقاعدہ بھیجنا پڑتا ہے finally to decide اب وہ decision کے مرحلے میں ہے ۔ لیکن اس کے لئے جہاں تک ہماری گورنمنٹ کا خیال ہے وہ ویسے ۔ چونکہ پہلے بھی اس کام کا سہرا پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ کے سر ہے ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ وہ یقیناً اس کو reverse نہیں کرے گی۔ ساتھ ہی ہر چیز کا ایک طریقہ کار ہے ۔ بلکہ اس کو زیادہ بہتر بنانے کے لئے جو ہماری گورنمنٹ نے تجویز کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایڈیشنل سیکرٹری ڈیفنس کے تحت تمام ملٹری ، نیوی ، ائرفورس اور لینڈ فورسز کے نمائندے لے کر ساتھ دوسری منسٹریز کے نمائندے لے کر ایک کمیٹی تشکیل دیں ۔ تاکہ اس قسم کا کوئی مسئلہ پیدا ہو تو اس کو صحیح معنوں میں dispose کیا جائے ۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اراکین نے جوتحریک التوا پیش کی ہے یہ بہت اچھی پیش کی ہے اور اس پرخصوصی طور پر نوٹس لیا جانا چاہئے تھا۔ کیونکہ دی نیوز میں اور آبزرور میں اس پر بڑی لمبی بحث کی گئی ہے ۔میں نے بھی پڑھا تھااور انہوں نے بھی پڑھا۔ ہمارے معزز اراکین نے بھی پڑھا ہو گا ۔ لیکن ہماری حکومت کی مثبت سوچ وہی ہے جو ۱۹۷۲ میں تھی اور جو سہرا انہوں نے اپنے سر لیا تھا یہ بہت بڑا کام تھا۔ اس میں کچھ قباحتیں بھی ہیں۔ میں یہ وضاحت کر دوں کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ایک سمری سے یا اس طریقہ کار سے ، اس میں دستور حائل ہے ، اس میں قانون حائل ہے اور اس میں ایڈمنسٹریٹو کنٹرول re-structure کرنا پڑے گا۔ لہذا ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ اور میں اپنے ان دو ساتھیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کے بارے میں فکر نہ کریں ۔ نہ فکر کرنے کی کوئی بات ہے ۔ اس لئے تحریک التوا کو آپ پریس نہ کریں اور واپس لے لیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔الیاس بلور صاحب۔

جناب الیاس بلور۔جناب والا میرے معزز منسٹر صاحب نے جو باتیں کیں خوش آئند ہیں۔ اور میں نے اس لئے اس پر ڈیسک بھی بجائے ہیں ۔ میں اس کا mover ہوں ۔ لیکن میں نے تاریخیں جو دی ہیں وہ میں نے نہ نواز شریف صاحب کے وقت کا نام لیا ہے ، نہ جناب

ذوالفقار علی بھٹو صاحب یا پیپلز پارٹی کے رنت کا نام لیا ہے۔ میں نے dates دی ہیں اور صحیح dates دی ہیں۔ ۹۲ء کو نواز شریف گورنمنٹ نے اس سمری کو reject کرکے بھیجا تھا۔ اور اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے کہ آپ لوگوں نے ۷۴ء میں کیا تھا بڑی خوشی کی بات ہے۔ نواز شریف صاحب کی گورنمنٹ نے بھی یہ اس طریقے سے کیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ ایک قومی معاملہ ہے یہ نہ اپوزیشن کا ہے نہ پیپلز پارٹی کا ہے نہ نواز شریف کا ہے یہ قومی مسئلہ ہے اور اس کو جس طریقے سے ' اچھے طریقے سے آپ نے سوچا ہے اسے قومی مسائل کے طریقے سے سوچئے اور اس میں زیادہ پارٹی کو ابھارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ قومی مسئلہ ہے پاکستانی قوم کا یہ مسئلہ ہے۔ کسی سیاسی پارٹی کا مسئلہ نہیں ہے۔ میں پریس نہیں کرتا جیسے انہوں نے بات کی ہے میں اس سے agree کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جی ڈاکٹر ریحان صاحب آپ۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ جناب والا، منسٹر صاحب نے جس تفصیل سے اپنا بیان دیا ہے وہ میں نے سن لیا ہے اور وہ بڑا اطمینان بخش ہے کہ موجودہ حکومت اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اور جو خدشہ تھا اور جو ڈر تھا وہ دور ہو گیا۔ اور ہم امید کرتے ہیں اور جیسا میرے ساتھی میرے بھائی الیاس بلور نے کہا۔ ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔ ہم نے ۷۴ء کا نام بھی لیا بے شک اس وقت کس کی حکومت تھی ' بلکہ ہم نے اس کو appreciate کیا۔ خواہ اس کا credit کسی کو بھی جاتا ہے۔ جیسا ملک صاحب اکثر کہتے رہتے ہیں۔ کہ قومی مسائل پر ہمارا concensus ہونا چاہئیے۔ اگر اچھی بات کوئی کرتا ہے کوئی حکومت کرتی ہے تو اس کو appreciate کرنا چاہئیے جس طرح ہم نے عرض کیا یہ بھی ایک اہم معاملہ ہو پوری قوم کیلئے ہے یہ نہیں کہ اس کے ساتھ عوامی نیشنل پارٹی کے لوگ suffer کریں گے یا نواز لیگ کے ' اس میں برابر پیپلز پارٹی کے لوگ بھی suffer ہوتے ہیں۔ میں پھر شکریہ ادا کرتا ہوں ' انہوں نے جو کچھ کہا ہے اور ہمیں یہ جذبہ قائم رکھنا چاہئیے کہ ہمیں اس طرح قومی مسئلوں کو قومی مفاد کے پیش نظر آپس میں مل جل کر حل کرنا چاہئیے۔ ہم اس تحریک کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ Thank you very much. اس میں اگر وہ کریڈٹ لینا چاہتے ہیں تو کوئی بری بات تو نہیں ہے۔ اچھا اس کے علاوہ اس adjournment motion کے علاوہ similar adjournment motion کسی اور mover کی تو نہیں ہے؟ This adjournment motion is not pressed. میں لیڈر آف ہاؤس اور اپوزیشن اور ان معزز ممبران صاحبان سے پوچھنا

چاہتا ہوں کہ ان کا کیا خیال ہے کہ کس وقت تک ایوان کو چلانا ہے۔ کیونکہ آدھ گھنٹہ جہاں تک adjournment motion کا وقت ہے That time is over now. ہم اپوزیشن سے پوچھتے ہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق ۔ ہماری گزارش یہ ہوگی کہ کل شام کا اجلاس بلایا جائے ۔ اور اس میں پھر جو regular business ہے کراچی کی situation ہے sactarianism پر بحث ہے ۔ اس کے اوپر discussion کر لی جائے ۔

ملک محمد قاسم۔ ٹھیک ہے جی ۔ As Raja Sahib desires, we will conceive.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ میں یہ سمجھتا ہوں جی کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو ابھی فارغ ہو جاؤں گا ۔ باقی جو بزنس ہے وہ چیئرمین صاحب اسی طریقے سے arrange کریں گے جس طریقے سے وہ کرنا چاہتے ہیں۔

Now this House is adjourned till tomorrow after noon 4.00 O.Clock . Thank you very much.

(The House then adjourned to meet again at four of the clock in the evening on Monday, August 1, 1994.)

PCPPI—4490(97) Senate—26-11-97—180.